بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

رسالهٔ هدایة الکونین
الی شهادة الحسین

تصنیف علامهٔ زمان فهامهٔ دوران ... مد ظله العالی

در مطبع نامی منشی نولکشور به طبع مزین طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار شکر اوس معبودِ حقیقی کو کہ جسنے مرتبہ اور توقیر شہدا کا بلند کیا اور ذریات بنی آدم کو
تاریکی شرک سے باعث نورِ محمدی کے نجات دی اور درود نامحدود اوس نبی مرسل کو کہ راہ
خدا مین مشرکوں سے جہاد کر کے بت پرستی اور تقلید آبا و اجداد کی اونسے چھوڑائی اور
گم گشتگان وادیِ ضلالت کو صراطِ مستقیم طریقۂ خدا پرستی کی سکھائی بعد اوسکے درود اور
سلام آل اور اصحاب پر کہ بسبب مساعی جمیلہ اونکی کے احکام شرع متین دنیا مین قیامت تک
جاری ہوے اور طریقے بدعت اور طغیان کے اونکی سعی موفور سے نیست و نابود ہو گئے
پس بعد حمدِ خدا و نعتِ سرورِ انبیا کے کہتا ہے بندہ گنہگار شرمسار عاجز مسکین ابو النجم
محمد معین الدین الکاظمی المشہدی ثم الکرہی کہ سن یکہزار دو سو پینسٹھ ہجری ماہ محرم مین
دار الامارۃ لکھنؤ سے اتفاق جانیکا وطنِ مالوف مین ہوا بدرخواست اہالیِ وطن کے
احوال شہادت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا بیان کیا گیا عزیز از جان شیخ عبد الرحمن سلمہ

مجلس بیان میں حاضر تھے بوقت روانگی حضرت دارالامارۃ کے بالحاح یہ عرض کیا کہ یہ سب حال کہ اتفاق بیان کا ہوا ہے اگر اس زبان اردو میں بھی تحریر آوے تو خالی فائدہ عام سے نہ ہوگا اور اس واسطے تا پائدار دنیا میں یادگار رہیگا پس بلحاظ التماس اور عرض مکرر مذکور کے باوجود پراگندگی حال و تشتت بال کے کہ فرصت مطالعہ کتب کی بھی نہ ملتی بالاستیعاب حال امام مظلوم کا بطریق اختصار روایات صحیحہ کتب معتبرہ سے انتخاب کرکے لکھا گیا پس یہ مجموعہ شائبہ افراط و تفریط سے معرا اور کذب و بہتان سے مبرا ہے اور رسالہ ناقصہ کو ایک مقدمہ اور دو باب اور خاتمہ پر مرتب کیا اور نام اسکا ہدایۃ الکاملین الی شہادۃ الحسنین رکھا حق سبحانہ و تعالی اس رسالے سے نفع خاص اور عام کو دے اور پسند خاطر خلائق کے کرے اور اس گنہگار مؤلف رسالہ کو بصدق آل عبا کے روز جزا کے عذاب سے نجات بخشے اور نہیں ہے توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اور وہ کافی ہے مجھکو اور بہتر وکیل ہے

مقدمہ

بیچ بیان وجہ شہادت حضرت حسنین علیہما السلام کے اوپر اہل بصیرت کے مخفی و محتجب نہ رہے کہ جو کمالات کہ متفرق تھے تمام انبیا علی نبینا و علیہم السلام میں حق تعالی جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان سب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع کیے تفصیل مختصر اس اجمال کی یہ ہے کہ دیا حق سبحانہ و تعالی نے آنحضرت کو مرتبہ خلافت کا جیسا کہ دیا تھا آدم علیہ السلام کو اور دیا ملک جیسا کہ دیا سلیمان علیہ السلام کو اور دیا حسن جیسا کہ دیا یوسف علیہ السلام کو اور دیا مرتبہ خلت کا جیسا دیا ابراہیم علیہ السلام کو اور حضوری کلام کی جیسا کہ دی موسی علیہ السلام کو اور دیا مرتبہ عبادت کا جیسا کہ دیا یونس علیہ السلام کو اور دیا شکر جیسا کہ دیا نوح علیہ السلام کو الحاصل جو وصف کہ فرادی فرادی انبیا علیہم السلام میں تھے وہ سب ذات پاک سرور عالم فخر بنی آدم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جلوہ گر ہوے پس گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر جملہ وصفات
انبیا علیہم السلام تھے شعر حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
اور اوصاف جو انبیا علیہم السلام میں نہ تھے سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
عنایت ہوے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل وممتاز او انبیا علیہم السلام سے ہوں
چنانچہ زیادہ تھے حق سبحانہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کمالات مثل
اتمام ولایات وتصرفات ومحبوبیۂ مطلقہ وبرگزیدگی مطلق ودیدار حق ونزدیکی اتم یعنے
پہونچنا مقام قاب قوسین میں وشفاعت عظمی روز قیامت کی اور جہاد کرنا راہ خدا میں اور
غیر اسکے مثل علم وسیع وعرفان اتم وقضا وفتوی واجتہاد واحتساب وقرأت وختم نبوت
ولواے حمد کہ نیچے اوسکے دن قیامت کو تمام ذریت بنی آدم ہونگے اور پس پشت سے دیکھنا
ایسا آگے سے اور شب تاریک میں دیکھنا جیسا روز روشن میں اور مقام محمود میں مشرف ہونا
اور داہنے عرش کے کرسی پر بیٹھنا اور چاند کا انگشت مبارک سے شق ہونا اور سیر معراج کی
وسواری براق اور گذر جانا سدرۃ المنتہی سے اور پہلے افاقہ آنا بیہوشی سے روز جزا کے
اور پہلے مرور کرنا صراط سے اور کھولنا پہلے سب انبیا علیہم السلام سے دروازہ بہشت کا اور
پہلے جنت میں جانا آپکی امت کا اور مرتبہ وسیلہ کا کہ اوپر اوسکے کوئی مرتبہ نہیں ہے عنایت ہونا
اور چوبیس ہزار مرتبہ حضرت جبرئیل کا جانب خدا سے پیغام لیکر آنا اور کمالات دوسرے
لا تعد ولا تحصی کہ جسکی تحریر سے قلم عاجز اور اوسکے بیان سے زبان جن وبشر کی
قاصر ہے آنحضرت کو عنایت ہوے مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن باقی رہگیا
مرتبہ جلیل القدر شہادت کا کہ سرور کائنات کو عنایت نہوا اور وجہ عنایت ہونے
اس کمال کی ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ ہے کہ اگر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہوتے جہاد کفار میں تو کسر شوکت اسلام کی ہوتی اور تخلل
واقع ہوتا جریان دین مبین میں اور اگر شہید ہوتے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دفعۃً و باخفا جیسا کہ شہید ہوئے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم آپکے تو مشہور نہوتا امر شہادت کا
اور کامل نہوتا مرتبہ اوسکا اسواسطے کہ کمال مرتبہ شہادت کا یہ ہے کہ مارا جاوے
وہ شخص غربت و بلا میں اور پکڑے جاوین گھوڑے اور مرکب اوسکے اور ڈال دیا جاوے زمین پر
لاشہ اوسکا اور گھوڑے دوڑائے جاوین اوسکے لاشے پر اور مارے جاوین گروا گرد عزیز اور
قریب اوسکے اور لوٹ لیا جاوے تمام مال اوسکا اور قید کی جاوین عورتین اور
یتیم اوسکے اور ہووے یہ سب ماجرا محض راہِ خدا مین حسبۃً للہ پس مقتضی ہوئی حکمت
حکیم مطلق جل شانہ کی واسطے شامل کرنے اس کمال عظیم اور امر جسیم یعنے شہادت کے ساتھ
تمام کمالات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انتقال فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور گذر جانے ایام خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے کہ منافی مغلوبیۃ و مظلومیۃ
کے ہی بواسطہ مردان اہلبیت بلکہ بواسطہ نزدیک ترین اقربا کے و عزیز ترین اولاد
آنحضرت کے بلکہ بواسطہ اوس شخص کے کہ ہووے وہ شخص حکم اولاد آنسرور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین یہان تک کہ لاحق ہووے حال اوسکا حال آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین اور مندرج ہووے کمال اوسکا کمال آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین پس متوجہ ہوئی عنایت ازلی اور مشیت سرمدی حق جل و علی کی بعد گذرنے
ایام خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے طرف اس الحاق کے پس
قائم کیا حق سبحانہ وتعالے نے حسنین علیہما السلام کو مقام جد بزرگوار یعنے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کمال جلیل القدر میں اور گردانا حق تعالی

جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے حسنین علیہما السلام کو آئینہ واسطے ملاحظہ کرنے کمال
آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور گردانا حق تعالیٰ نے حسنین علیہما السلام کو دو رخسار کے
واسطے مشاہدہ کرنے جمال سراپا کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکہ صورت
کمالیہ شہادت کی اس آئینہ رسول نما میں دیکھی جاوے اور صفائی طینت حسنین علیہما السلام کی
عینک شہادت رسول الثقلین کی ہووے اور چونکہ منقسم تھی شہادت اوپر دو قسم کے ایک شہادت
خفی اور دوسری جلی تقسیم کی گئیں یہ دونوں شہادتیں اوپر حضرت حسنین علیہما السلام کے
پس خاص کیے گئے فرزند اکبر یعنے حضرت امام حسن علیہ السلام ساتھ قسم اول یعنے
شہادت خفی کے اور ہر گاہ کہ تھا امر اس شہادت کا چھپا ہوا نا ظاہر ہوا ذکر اوسکا
وحی آسمانی میں اور مبہم رہا امر اسکا نزدیک واقع ہونے کے بھی یہانتک کہ سرانجام
ہوا یہ امر یعنے شہادت خفی ہاتھ زوجہ انکے سے اور زوجیت عرف میں علاقہ محبت میں سے ہے
شہادت سے اور یہ سبب امر اس لیے تھا کہ یہ شہادت حقہ مبنی تھی اوپر سر و اخفا کے
اسیواسطے نہ خبر دی اس واقعہ ہائلہ سے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
نہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اور نہ غیروں نے فی الحاصل یہ قسم شہادت کی
موقوف تھی اوپر پوشیدگی کے لہذا کتمان اس راز کا ناگزیر ہوا اور اسیواسطے ہاتھ
زوجہ سے سرانجام اس کام کا ہوا تاکہ بیچ پردہ اشتباہ اور استتار کے رہے اور
بیان اسکا وحی آسمانی بیچ خبر خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زبان حیدر صفدر
علیہ السلام کے واقع نہوا تاکہ یہ سر مکتوم قبل واقع ہونے کے پردۂ حجاب میں رہے
لیکن قسم دوسری کہ مبنی اوسکا شہرت اور اعلان پر تھا جیسا کہ بیان اوسکا
تفصیل آتا ہے اور خاص کیے گئے فرزند اصغر یعنے حضرت امام حسین علیہ السلام

سالمہ قسم دوسری کے اور لم اور سر بیچ خاص ہونے شہادت سر و خفی کی حضرت
امام حسن علیہ السلام میں اور خاص ہونی شہادت ظاہر و علانیہ حضرت امام حسین
علیہ السلام میں یہ ہے کہ غیبت کو اوپر علانیہ کے تقدم وضعی حاصل ہے اور یہ بھی
مثل اجمال و علانیہ مثل تفصیل کے ہے اور تفصیل بعد اجمال کے ابلغ زیادہ ہے
حق سبحانہ و تعالیٰ نے قسم پہلی کو خاص کیا فرزند اکبر میں اور اختصاص فرمایا قسم
دوسری کو فرزند اصغر میں تاکہ تحفظ تقدم اور تاخر مرتبے کی کہ درمیان سبطین علیہما السلام
کے ہے برقرار رہے اور ظہور شہادت کا بعد مرتبہ غیبت کے اور وقوع تفصیل کا بعد اجمال کے
ظاہر اور ہویدا ہووے پس جبکہ تھا بنی قسم ثانی کا اوپر شہرت اور اعلان کے نازل کی گئی
پہلے خبر اسکی بوحی آسمانی اوپر زبان جبرئیل علیہ السلام کے اور سوائے اوسکے زبانی
فرشتہائے آسمانی کے اور متعین ہونا مکان شہادت کا اور نام اوس جاکا کہ
مشہور ہے کربلا ہے اور تعیین ہونا زمانہ شہادت کا کہ شروع سن یکسٹھ ہجری میں یہ
ماجرا ہوگا اور شہرت پایا اس امر نے اور ظاہر ہوئی یہ خبر اوپر زبان الہام بیان
حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے سفر صفین میں یہ سب امور کہ بیان کیے گئے
باعث اشتہار قبل واقع ہونے شہادت کے تھے اور وہ امور کہ باعث اشتہار
بعد شہادت کے ہوئے وہ یہ ہیں پس جبکہ واقع ہوا یہ حادثہ ہائلہ ہوگئی مٹی خون
یہانتک کہ کوئی پتھر بیت المقدس میں نہ تھا کہ نیچے اوسکے خون تازہ نہ نکلے اور
برسنا خونکا آسمان سے یہانتک کہ مٹکے اور گھڑے اور ظرف بھی خون سے بھر گئے
اور نوحہ کرنا جنونکا اور مرثیہ کہنا انھونکا حضرت امام شہید کے حال پر اور محافظت کرنا
فرشتونکا لاشہائے شہدا پر اور داخل ہونا حیّہ کا سوراخ ناک قاتلوں میں اور کھڑا ہونا

یعنی سانپ ۱۲

گوشت شتران لشکر امام مظلوم کا وقت پکنے کے اور سوختہ ہونا زعفرانکا وقت ملنے کے
اوپر منہ عورتونکے اور سیاہ ہونا مونہونکا اور رونا آسمان کا مدت دراز تک اور سواے
اسکے اور عجائب وغرائب کہ آئندہ بتفصیل مذکور ہونگے اور یہ سب امور شہرت کے
اس لیے ہوئے تاکہ مطلع ہو جاوین اس حادثہ پر حاضرین وغائبین اور باقی رہے بکا اور
حزن دائمی اور تذکرہ اس واقعۂ ہائلہ کا حضرت کی امت مین قیامت تک پس پہونچا
یہ حادثہ ہائلہ نہایت شہرت کو عالم علوی و عالم سفلی و عالم غیب و شہادۃ اور عالم جن
و عالم انس گویا اور بے زبان مین یعنے حیوانات و جمادات مین الحاصل تمام عالم فرشتے
سے لیکر تا انسان و حیوان و جماد اس واقعہ ہائلہ سے آگاہ و خبردار ہوئے اور خاصہ مختصہ
اس حادثہ کا یہ ہی کہ ہر مہینے محرم مین سر نو سے غم و الم و بکا و زاری تازہ ہوتی ہی
پس جبکہ مقدمہ تمام ہوا چاہیے کہ اب بیان کرین ہم مقصود کو ہدایۃ واسطے ثابت ہونے
حضرت حسنین علیہما السلام کے فرزندی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین دو وجہ ہین پہلی
وجہ یہ ہی کہ بیٹی کا بیٹا حکم بیٹے مین ہی لہذا شمار کیے گئے عیسی علیہ السلام بنی اسرائیل مین
اسواسطے کہ حضرت عیسی علیہ السلام بے باپ قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے اور حضرت مریم
بنی اسرائیل یعنے فرزندان یعقوب سے ہین پس حضرت عیسے علیہ السلام حضرت مریم کے
رشتے سے بنی اسرائیل سے کہلائے پس بواسطہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے
حضرت حسنین علیہما السلام بھی بیٹے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوئے اور
وجہ دوسری متبنے یعنے پسر خواندگی ہی اور متبنے ہونا حضرت حسنین علیہما السلام کا
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث صحیح مین طرق متعددہ سے ثابت ہی
اس رسالہ مین بلحاظ طول ہونے کے ترجمہ حدیث پر اکتفا کیا فرمایا رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دونوں بہرے پنجتن ہیں اور روایت کی ہے امام احمد ابن
حنبل نے اپنی مسند میں ابی اسحق سبیعی سے اور انھوں نے ہانی ابن ہانی سے اور انھوں نے
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا امیر المومنین نے کہ جبکہ پیدا ہوئے حسنؑ
تشریف فرما ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا دکھلاؤ مجھکو میرے
بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے اسکا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا
کہ نام اسکا میں نے حرب رکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ حسن ہے
پس جبکہ پیدا ہوئے حسینؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور
فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے اسکا جناب امیر نے عرض کیا کہ حرب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ حسینؑ ہے پس جبکہ پیدا ہوئے محسنؑ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے
اسکا حضرت امیر نے عرض کیا حرب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
بلکہ یہ محسنؑ ہے بعد اسکے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نام رکھا
میں نے ان تینوں لڑکوں کا اوپر نام بیٹوں ہارون کے کہ شبر وشبیر ومشبر ہے اور تخریج
کیا ہے اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور دار قطنی نے افراد میں اور حاکم اور بیہقی اور
ابن عساکر ان سبھوں نے جناب امیر سے اور تخریج کیا ہے اس حدیث کو بغوی اور
طبرانی نے سلمان رضی اللہ عنہ سے مثل اسکے اور قاموس میں یہ ہے کہ شبر کبقم وشبیر
کقمیر ومشبر کمحدث ابناء ہارون علیہ السلام **فائدہ** اس حدیث شریف سے معلوم ہوا
کہ حضرت محسن علیہ السلام روبروئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہوئے تھے
اور بشرف تسمیہ زبان نبوت ترجمان سے مشرف ہوئے پس طعن مخالفین کا اس جا

محض بیجا ہو اور لیکن حضرت حسنین علیہما السلام کا آئینہ ہونا واسطے ملاحظہ کرنے جمال
باکمال سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس اسکی بھی دو وجہیں ہیں وجہ اول
بواسطہ سیادت یعنی سرداری مطلق ہے کیونکہ بسند قوی بسند اسکی یہ ہو کر خارج کیا
نسائی اور رویانی اور ضیا نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلی نے ابی سعید رضی اللہ عنہ
سے اور ابن ماجہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابن عدی نے ابن مسعود سے اور ابو نعیم نے
علی سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں عمر سے اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور
مالک بن حویرث سے اور دیلمی نے انس بن مالک سے اور ابن عساکر نے عائشہ اور ابن عمر
اور ابن عباس اور ابی رمثہ سے رضی اللہ عنہم کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ حسن اور حسین سردار نوجوانان بہشت ہیں اور زیادہ کیا ابن ماجہ اور غیر اسکے نے کہ باپ
ان دونوں کے بہتر ہیں ان دونوں سے اور نزدیک طبرانی کے یہ ہو کہ باپ ان دونوں کا فاضلتر
ان دونوں سے ہیں اور زیادہ کیا ہو حاکم اور ابن حبان اور غیر ان دونوں نے کہ مگر دو بیٹے خالہ
عیسی بن مریم و یحیی بن زکریا علیہما السلام اور جملہ متفرعات اس مراتب سے یہ ہو کہ محبت
و دوستی حسنین علیہما السلام کی بعینہ محبت و دوستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو
اور بغض و عداوت ان دونوں صاحبزادوں کی بعینہ بغض و عداوت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہو جیسا کہ واقع ہوا ہو روایت ابن عساکر اور غیر اوسکے میں ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص کہ دوست رکھے ان دونوں یعنی حسنین علیہما السلام کو تحقیق کہ
اوسنے دوست رکھا میرے تئیں اور جو شخص کہ دشمن رکھے ان دونوں کو پس تحقیق کہ اوسنے
دشمن رکھا میرے تئیں اور وجہ دوسری مراتب کی جہت مشابہت صورت کے ہو
پس تحقیق حسنین علیہما السلام تھے مانند تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ظاہر ہیں جیسا کہ سیرت اور باطن ہیں مشابہ تمام تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
پس بتحقیق خارج کیا ہی بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا انس رضی اللہ عنہ نے
نہ تھا کوئی مشابہ زیادہ ساتھ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حسن بن علی رضی اللہ
عنہ سے اور کہا انسؓ نے حسینؓ میں بھی تھی مشابہت زیادہ ساتھ رسول صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے اور روایت کیا ہی مفصلاً اس حدیث کو ترمذی نے علی کرم اللہ وجہہ سے
اور صحیح کیا ہی اس حدیث کو اونے اور کہا تھے حضرت امام حسن علیہ السلام اشبہ
زیادہ ساتھ رسول اللہ کے سینے مبارک سے لیکر سر اطہر تک یعنی جہت اعلیٰ میں اور
حضرت امام حسینؑ مشابہ زیادہ تھے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سینہ مبارک سے
قدم تک یعنی جہت اسفل میں اور خارج کیا ہی ترمذی نے کہ بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے لیا حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسین علیہما السلام کو پس فرمایا جو
شخص دوست رکھے میرے تئیں اور دوست رکھے ان دونوں کے تئیں اور دوست رکھے
باپ اور ماں ان دونوں کو وہ شخص ساتھ میرے ہوگا بیچ درجہ میرے کے دن قیامت میں
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث منکر ہی اور خارج کیا ہی مسلم نے کہ باہر تشریف فرما ہوئے
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم وقت صبح کے اور تھی آپکے دوش مبارک پر کملی
منقش سیاہ بالوں کی پس تشریف لائے حضرت امام حسن علیہ السلام پس داخل کیا
آنحضرت نے انکو کملی میں بعد اسکے تشریف لائے حضرت امام حسین علیہ السلام
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انکو بھی کملی میں داخل کیا بعد اسکے تشریف
لائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ انکو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
داخل کیا بعد اسکے تشریف لائیں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو بھی کملی مین داخل کیا بعد اسکے سرور عالم فخر بنی آدم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیہ کریمہ پڑھا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ
وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا یعنی ارادہ کرتا ہے خدا اگر تو کہ لیجاوے تم سے نجاست کو اور پاک کرے
تمکو پاک کرنے کر یہ حدیث شریف عزیز الاقتباس تصنیف خاتم المحدثین استاد العالمین
شاہ عبد العزیز قدس سرہ مین مذکور ہی آور یہ حدیث شریف بھی اس رسالہ مین مسطور ہی کہ
آیا میرے پاس ایک فرشتہ آسمان سے کہ نہ آیا تھا قبل اسکے کبھی اور سلام کیا اور خوشخبری
دی مجکو کہ حسن وحسین سردار نوجوانان بہشت کے ہین اور فاطمہ علیہا السلام سردار
زنانان اہل جنت کی ہین روایت کیا ہی اس حدیث کو ابن عساکر نے اور بھی یہ حدیث
اس رسالہ شریفہ مین مسطور ہی کہ تحقیق حسن وحسین دو پھول ہین میرے باغ سے دنیا مین
روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے یعنی حضرت حسنین علیہما السلام ثمرہ دل باغ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہین آور بھی اس رسالہ طیبہ مین یہ حدیث
مذکور ہی یہ دو یعنی حسن وحسین دو بیٹے میرے ہین اور دو بیٹے بیٹی میری کے ہین بار خدا
دوست رکھتا ہون مین ان دونوکو پس دوست رکھ تو اونکو اور دوست رکھ اوس شخص کو
کہ دوست رکھے انکو روایت کیا ہی اس حدیث کو ترمذی نے پس جبکہ دعا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقبول ہوئی پس بیچ دوست رکھنے حق تعالی کے حضرت
حسنین علیہما السلام کو اور اونکے دوستدار کے تئین شبہ باقی نرہا اور بھی اس
رسالہ جلیلہ مین یہ حدیث شریف مسطور ہی بیچ فرمایا خدا اور آسکے رسول نے کہ نہین ہی
مال تمہارا اور اولاد تمہاری مگر فتنہ یعنی سبب آزمائش کے نظر کیا مین نے ان دونون
لڑکونکی طرف یعنی حسن وحسین کہ جاتے تھے اور کانپتا تھا پیر ان دونونکا پس

صبر کرسکا مین یہانتک کہ قطع کیا مین نے اپنے کلام یعنی خطبہ کو اور اوٹھالیا مین نے
ان دونونکو روایت کیا ہے اِس حدیث شریف کو ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد و نسائی نے
یعنی ایک روز سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مجلس صحابہ کبار
رضی اللہ عنہم مین مشغول خطبہ پڑھنے اور وعظ فرمانے مین تھے کہ ناگاہ درمیان وعظ کے
حضرت حسنین علیہما السلام کھیلتے ہوے تشریف لائے اور پیر مبارک ان دونون
صاحبزادونکا چلنے مین لغزش کرتا تھا اور عنقریب تھا کہ زمین پر گرین اور آسیب
اُنکے بدن مبارک کو پہونچے سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس حالت کو
اثناء خطبہ مین ملاحظہ فرمایا از راہ شفقت اور زیادتی محبت سے بے ضبط ہوکر سلسلۂ خطبہ کو چھوڑکر
دونون صاحبزادونکو گود مبارک مین اوٹھالیا بعد اُسکے یہ حدیث فرمائی اِس مقام مین
اہل بصیرت کو غور کرنا چاہیے کہ سرور کونین جد الحسنین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
کس قدر محبت اور شفقت حضرت حسنین علیہما السلام کے ساتھ تھی کہ وعظ الٰہی کو
حضرت حسنین علیہما السلام پر ترجیح دی پس مصائب جگر گوشہاے رسول خدا
خاصۃ سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا و دیگر اہلبیت مصطفےٰ سے کہ کربلا مین واقع ہوئی
کس قدر رنج و الم روح انور شفیع روز محشر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لاحق ہوے ہونگے
اور اِس قسم کی احادیث صحیحہ بیان فضائل حضرت حسنین علیہما السلام مین کتب
صحاح مین بیشمار موجود ہین کہ اُنکے استیفا کے واسطے دوسری کتاب مطول
چاہیے یہ رسالہ مختصر گنجائش نہین رکھتا اِس عجالہ مین بطور نمونہ سے چند
احادیث صحیحہ کتب صحاح سے لکھی گئین پس اِس وادی ناپیدا کنار سے عنان
قلم کو روک کر طرف میدان مقصود کے روان کرتا ہون روایت کی ہے امام بحق ناطق

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے فرمایا آپکے پدر بزرگوار
نے حج کیا حضرت امام حسن علیہ السلام نے پندرہ حج پیادہ اور حال آنکہ گھوڑے کوتل
آپکے آگے چلتے تھے اور دو بار حضرت نے راہ خدامین تمام مال اپنا دیا اور تقسیم کیا
راہ خدامین نصف مال اپنا تین بار یہانتک کہ دیدیا راہ خدامین ایک نعل اور رکھ لیا
اپنے لیے ایک نعل اور دیدیا ایک موزا اور رکھ لیا ایک موزا اور منجملہ اخلاق پسندیدہ
آنحضرت علیہ السلام سے یہ قصہ ہی کہ ایک روز آپ مسند امامت پر جلوہ گر تھے اور موالی
و اہالی گرداگرد آپکے مانند ہالہ کے گرد چاند کے بیٹھے تھے کہ ایک مرد نے کفار مین سے
آنکر پوچھا اہل مجلس کون ہی اور نام اُسکا کیا ہی حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُسکی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا مین ہون حسن ابن علیؑ اُس مرد کافر نے کہا وہی علی کہ خونخوار اور نہایت
جبّار تھا اور کلمات ناشایستہ و ناملائم اسد اللہ غالب کے حق مین کہے اور بیہودہ گوئی
نہایت کو پہونچائی حضار مجلس گرامی نے بمجرد سُننے اس ہفوات و خرافات کے
بہت پیچ و تاب کھاکر قصد کیا کہ اُس بے ادب کو تادیب کرین کہ اس اثنا مین حضرت امام
سراپا تہذیب بمقتضاے خُلق عظیم کے متوجہ اُسکے حال کے ہوے اور فرمایا کہ
اے شخص تیرے طرز کلام سے ظاہر ہوتا ہی کہ تو کسی رنج مین مبتلا اور کسی مصیبت مین
گرفتار ہی اگر تو بھوکھا ہی طعام لذیذ تیرے واسطے لاؤن اور اگر پیاسا ہی پانی سرد موجود ہی
اور اگر قرضدار ہی تیرے قرض کو ادا کرون اور اگر کوئی تیرا دشمن ہو تو تیری اعانت کرون
اُس مرد کافر نے یہ کلام دلاویز و سخنان دلکش سنکر بمقابلہ اپنے کلمات زہرآمیز و تلفظات
خشونت انگیز کے زبان شیرین بیان اُس بلبل شاخسار امامت و گل گلستان
ولایت سے سنکر بے تامل حضرت امام علیہ السلام کی طرف مخاطب ہوکر کہا

تو بیشک بیٹا علی ولی اللہ کا ہے کہ وہ قاطع خیبر و بدر اور وصی پیغمبر کا تھا اور وہ مرد کافر مشرف باسلام ہو کر فدویان خاص مین برتبۂ اختصاص فائز ہوا اور غاشیۂ اطاعت جناب امام کا دوش فرمانبرداری پر کھینچا اس قبیل کی حکایتین آپکے حسن اخلاق کی لاتعد و لاتحصیٰ ہیں کہ انکا احصا دشوار ہے یہ عجالۂ مختصر گنجائش انکی نہیں رکھتا لہذا عنان شبدیز قلم کو اس جولانگاہ سے پھیر کے طرف وادی مقصود کے روان کیا اور واقع ہوئی شہادت اس سید الشہدا سردار ہر دو سرا کی سن پچاس ہجری مین بنا بر ارجح اقوال کے اول مہینے ربیع الاول مین اور بعض روایت مین آخر صفر یعنی ۲۹ یا اٹھائیسوین تاریخ بھی وارد ہے اور یہ روایت مشہور ہے اور بعض روایت مین سن پچاس تاریخ پنجم ربیع الاول بھی منقول ہے اور راویان جگر سوز اور محرران غم اندوز جناب امام علیہ السلام کی وجہ شہادت یون روایت کرتے ہین کہ زوجہ آپکی یعنی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے باغوا یزید پلید کے آپکو زہر دیا اس پلید نے اس خبیثہ سے وعدہ کیا تھا کہ مین اپنے ساتھ تجھسے بعد وقوع اس واقعہ ہائلہ یعنی شہادت امام کے نکاح کرونگا چنانچہ اس خبیثہ نے یزید پلید کے اغوا سے جناب حضرت امام زمان کو سم قاتل دیا پس مریض ہوئے امام ہمام قدوۂ انام حضرت امام حسن علیہ السلام صدمہ اس زہر ہلاہل سے اور چالیس دن کے بعد روح پر فتوح جسد اطہر سے طرف ملاء اعلیٰ کے متوجہ ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون پس بعد واقع ہونے اس حادثہ ہائلہ کے اس خبیثہ قاتلہ نے طرف یزید پلید کے ایک شخص کو سفیر کر کے بھیجا کہ وفا کرے وہ خبیث پلید اپنے وعدہ کو پس جبکہ اس خبیثہ کا سفیر اس خبیث کے پاس پہونچا اس لعین نے کہا ہین راضی نہ تھا کہ تو امام علیہ السلام کے پاس رہے پس اب کیونکر راضی ہونگا کہ تو

میرے پاس رہے ہیں جو کچھ وہ خبیثہ خسر الدنیا والآخرہ اور یہ خسران آشکار ہے اور تھا
مرض امام علیہ السلام کا اسہال کبدی اور پارہ پارہ ہونا جگر اور آنتوں کا یعنی وقت اجابت
جگر و آنت ٹکڑے ہو کر گرتے تھے چنانچہ ایک شخص وقت مرض آپکی عیادت کو گیا آپ نے
فرمایا جگر میرا پارہ پارہ ہوا اُس شخص نے کہا کہ میں نے بچشم اپنے دیکھا کہ فی الواقع ٹکڑے
جگر کے تھے اور جبکہ وقت انتقال امام علیہ السلام کا پہونچا تشریف لائے آپکے پاس
حضرت امام حسین علیہ السلام اور عرض کیا آپ سے کہ اے برادر بزرگوار کسنے آپکے ساتھ
یہ معاملہ کیا ہے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا ارادہ اُسکے قتل کا ہے حضرت امام
حسین علیہ السلام نے عرض کیا ہاں تب حضرت امام حسن علیہ السلام نے کمال
حلم عظیم سے فرمایا کہ اگر کیا ہے اس کام کو اُس شخص نے کہ جسکا مجکو گمان ہے پس حق تعالی
زیادہ منتقم حقیقی اور عذاب کرنے والا ہے اور اگر فی الواقع یہ کام اُس شخص سے
نہیں ہوا ہے پس نہیں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ قتل کرو تم بیگناہ کو اور فرمایا کہ
پلایا گیا میں زہر کئی بار لیکن نہیں پلایا گیا میں سخت اس بار سے زیادہ تشبیہ ظاہر نہ کرنے
قاتل میں چند اسرار ہیں اول یہ ہے کہ جبکہ مدار شہادت سریہ کا اخفا پر تھا قاتل کو بھی
پردہ اخفا میں رکھا دوسرے یہ بھی کہ مدار قصاص کا شرع شریف میں با حزم اور
احتیاط ہے پس تاوقتیکہ قاتل کا خوب یقین نہو حکم اُسکے قتل کا جاری نہ کرنا چاہیئے تیسرے
کہ اعراض کرنا اظہار قاتل سے دلیل ہے اوپر کمال حلم اور کھانے غصہ پر اسواسطے کہ اگر
خوب تفحص اور تجسس کیا جاتا تعیین قاتل کا من حیث الشرع ممکن تھا پس باز رہنا
انتقام سے اور پہلو تہی کرنا قصاص سے باوجود قادر ہونے کے فی الحقیقت کام
انہیں حضرات کا ہے لیکن حق سبحانہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے شائبہ اغراض نفسانیہ کا بیچ خلقت

پاک ان حضرات علیہم السلام کے خلق نہیں کیا اور نہ سر انجام اس کام دشوار کا
عوام بلکہ خواص بشر سے بھی متعذر ہے اور فصل الخطاب میں منقول ہے کہ امیر المومنین حسن
علیہ السلام کو چھ مرتبہ زہر دیا پانچ مرتبہ کارگر نہ ہوا چھٹے مرتبہ کارگر ہوا اور رجال ابو عمرو کشی میں
عمیر بن اسحق سے روایت ہے کہ میں اور دوسرا شخص بیچ مرض الموت حضرت امام حسن
علیہ السلام کے واسطے عیادت کے گیا حضرت نے فرمایا کہ اے فلان کچھ مجھ سے سوال کر
راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اس حال میں سوال مناسب نہیں ہے حضرت کو
جبکہ افاقہ مرض سے ہوگا سوال کرینگے پس آنحضرت علیہ السلام دولتخانہ میں تشریف لیکئے
لیگئے بعد اسکے باہر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا جو سوال کرنا ہو سوال کر کہ پھر فرصت
سوال کی نہ پاویگا اور مجھے طاقت جواب کی نہ ہوگی بعد اسکے فرمایا کہ مجھے چند بار زہر دیا
اس مرتبہ کارگر ہوا کہ ٹکڑے جگر کے کٹ کر گرتے ہیں پس راوی کہتا ہے کہ میں دوسرے روز
حضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت حالت احتضار میں ہیں اور جناب
حضرت امام حسین علیہ السلام سرہانے آپکے بیٹھے قاتل کو پوچھ رہے ہیں اور کئی
یہ روایت میں آیا ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ درمیان میری
دو آنکھوں کے قل ہو اللہ احد لکھا ہے حضرت نے اس خواب کو سعید بن المسیب سے
بیان کیا سعید نے کہا کہ زمانہ وفات آپکا قریب پہنچا الحاصل جبکہ وقت انتقال کا
قریب آیا حضرت نے جناب امام حسین علیہ السلام سے وصیت کی کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کہا ہے کہ جبکہ میرا انتقال ہووے مجھے ایک قبر کی جگہ حجرہ مطہرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم میں دینا چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جگہ دینے کا وعدہ کیا ہے کتب
سیر میں مسطور ہے کہ جبکہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

رضی اللہ عنہا سے جگہ قبر کی اپنے دفن کے لیے طلب کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا بیٹے کو باپ سے کون جدا کرسکتا ہے الحاصل حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ بعد وفات کے جنازہ میرا آگے روضۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیجاکر عائشہ رضی اللہ عنہا سے احتیاطًا اجازت واسطے دفن کے حجرۂ مبارک میں پھر طلب کرنا اگر وہ اجازت دیویں جوار قبر شریف جد امجد یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مجکو دفن کردینا مگر مجکو بالیقین معلوم ہے کہ اشخاص بنی امیہ اس امر سے منع کرینگے پس اے حسین اون لوگوں سے اس منع جنگ وجدال نہ کرنا اور میرا جنازہ بقیع میں لیجاکر اوسی جا دفن کردینا چنانچہ جو حضرت امام پیشوائے انام نے زبان الہام بیان سے ارشاد کیا تھا وہی سانحہ درپیش ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جسوقت کہ روح پُرفتوح اوس جناب پاک کی عرش بریں کی طرف متوجہ ہوئی اور بدن اطہر کو چھوڑکر آشیانۂ قدس کو اختیار کیا جناب امامت مآب پیشوائے کونین حضرت امام حسین علیہ السلام نے بعد فراغ غسل کفن کے بموجب وصیت برادر بزرگوار کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے واسطے دفن کے اجازت طلب کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بموجب وعدہ کے اجازت دی پس جبکہ یہ خبر مروان بدانجام کو پہونچی از راہ خباثت کے بزور وجبر قدم راہ ممانعت میں رکھکر آمادہ قتال وجدال کا ہوا اور امام کو نبی علیہ السلام کو روضۂ مبارک میں دفن ہونے نہ دیا پس جنازہ آنحضرت علیہ السلام کا روضۂ شریف سے پھیر کے بقیع میں لیجاکر بیچ قبہ حضرت عباسؓ کے پہلوے فاطمہ بنت اسد جدۂ شریفہ آنحضرت علیہ السلام میں دفن کیا اور قوم بنی امیہ میں سے

کوئی جنازۂ مبارک پر حاضر ہوا پس اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہے مگر سعید بن العاص
کہ اوس زمانہ میں امیر مدینۂ طیبہ کا تھا باجازت جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کے
نماز جنازہ آنحضرت علیہ السلام کی پڑھی اور تھا سن شریف امام علیہ السلام کا پنتالیس برس
اور چھ مہینے کا مگر کچھ روز کم اور ولادت سراسر سعادت امام انام علیہ السلام کی نصف
شعبان سن تین ہجری میں اوپر صحیح اقوال کے واقع ہوئی اور بعضوں نے نصف رمضان کی
کہا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب تمام ہوا بفضل اللہ الکریم ہدایت اول جو بیان
شہادت سریہ کا کہ مخصوص ہوے ساتھ اُسکے سبط اکبر یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام

ہدایت اسیواسطے بیان ہے شہادت جہریہ کا کہ مخصوص ہوئے ساتھ اُسکے سبط

اصغر یعنی قبلۂ کونین پیشواے دارین جناب حضرت امام حسین علیہ السلام اور یہ شہادت جہریہ
از وقائع مشہورہ سے ہے کہ آگاہ ہوئے اس سے حاضر و غائب اور خبر دی اس کی وقوع کی قبل
حضرت جبرئیل اور فرشتہاے آسمانی نے سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو لیکن خبریں رسول مقبول کی کہ اس واقعہ ہائلہ میں جیسے وحی سے ہوا بواسطہ
حضرت جبرئیل اور فرشتوں آسمانی کے وارد ہیں پس مشہور اور متواتر ہیں حدیث
خارج کیا ہے طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ خبر دی مجکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ تحقیق حسین قتل
کیا جائیگا بعد میرے زمین طف میں اور لائے جبرئیل میرے پاس مٹی اوس زمین کی
اور خبر دی مجکو کہ اس زمین پر مرقد حسین کا ہوگا حدیث خارج کیا ہے ابو داؤد
اور حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام پس خبر دی مجکو کہ تحقیق امت میری قتل کریگی

اسکو قتل کرینگے میرے بیٹے یعنی حسینؑ کو اور لائے میرے پاس مٹی سرخ اوس جا کی حدیث
خارج کیا ہے احمد بن حنبل نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بتحقیق البتہ
میرے گھر میں ایک فرشتہ کہ نہ داخل ہوا تھا پاس میرے پہلے اسکے کبھی پس اس
فرشتہ نے مجھسے کہا کہ بتحقیق بیٹا آپکی بیٹی کا یعنی حسینؑ قتل کیا جائیگا اور اگر آپکو
منظور ہو تو دکھلا دوں میں مٹی اس زمین کی کہ قتل کیا جائیگا وہ یعنی حسینؑ اس جا پر
پس لایا فرشتہ مٹی سرخ اس جا کی حدیث خارج کیا ہے بغوی نے معجم صحابی کی
حدیث انس سے کہا انس نے کہ اجازت چاہی فرشتہ باران نے حق تعالے
سبحانہ سے واسطے زیارت کرنے آنحضرت کے اور تشریف رکھتے تھے سرور عالم
فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین ام سلمہ کے گھر میں پس فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ
نگاہ رکھو دروازے کو کہ کوئی آنے نہ پاوے پس ام المومنین حضرت ام سلمہ بموجب فرمودہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر نگاہبان ہو کر بیٹھیں اس
اثنا میں ناگاہ حضرت امام حسینؑ تشریف لائے اور بزور گھر میں داخل ہوئے اور کود پڑے
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
آپکو گود مبارک میں لے لیا اور بوسہ دینا شروع کیا پس پوچھا اس فرشتے نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آیا دوست رکھتے ہیں آپ اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہاں فرشتہ مذکور نے کہا عنقریب ہے کہ امت آپکی اسکو قتل کرے اور اگر آپکو منظور ہو
تو دکھلا دوں میں اس مکان کو کہ قتل کیا جائیگا یہ اس مکان میں پس دکھلا دیا اس
فرشتے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مکان پس لایا وہ فرشتہ مٹی نرم

یا تھی سرخ اسمین شک ہی راوی کو پس اُس مٹی کو حضرت ام المومنین ام سلمہ نے لیکر کپڑے مین
باندھ لیا کہا ثابت نے کہ راوی اس حدیث کا ہی کہ تھے ہم کہتے تھے کہ یہ زمینِ کربلا ہی
اور بھی خارج کیا ہی اِس حدیث کو ابو حاتم نے بیچ اپنی صحیح کے اور بیچ روایت احمد حنبل کے
بیچ زیادتی مسند کے یہ ہی کہ پس دیا مجکو کف دست مٹی سرخ اور خارج کیا حاکم اور بیہقی نے
ام الفضل بنت حارث سے کہا ام الفضل نے کہ گئی مین ایک روز حضرت امام حسین
علیہ السلام کو لیکر آنحضرتؐ کے پاس پس بٹھا دیا مین نے امام حسین علیہ السلام کو
گود مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پس ناگاہ دیکھا مین نے طرف
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ گرتے تھے آنسو آنکھ مبارک سے پس فرمایا
آنحضرتؐ نے کہ آئے میرے پاس جبرئیلؑ اور خبر دی مجکو کہ بیشک میری امت قتل کریگی
اس میرے بیٹے کو اور لائے جبرئیلؑ میرے پاس مٹی سرخ اوس جا کی حدیث
خارج کیا ہی ابن راہویہ اور بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ
بہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب کیا اوپر پہلو کے ایک روز پس
جاگ پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درحالیکہ اندوہگین اور غمناک تھے اور ہاتھ
مبارک مین مٹی سرخ تھی کہ نیچے اوپر کرتے تھے آنحضرت اوس مٹی کو حضرت ام سلمہ کہتی ہین
مین نے پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کیسی مٹی ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبر دی مجکو جبرئیلؑ نے کہ بہ تحقیق بیٹا
میرا یعنی حسینؑ قتل کیا جائیگا زمین عراق مین اور یہ مٹی اوس جا کی ہی حدیث خارج
کیا ہی بیہقی اور ابو نعیم نے انسؓ سے کہ کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اجازت چاہی
فرشتۂ باران نے پروردگار عالم سے کہ آوے واسطے ملاقات رسول اللہ صلعم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس اذن دیا حق تعالی نے اُسکو پس اجازت حق تعالی وہ فرشتہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین مشرف ہوا پس داخل ہوئے اوسوقت مین حضرت
حسین علیہ السلام اور سوار ہوئے دوش مبارک پر پس یہ حالت دیکھکر فرشتہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آیا دوست رکھتے ہین آپ اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہان عرض کیا اُس فرشتے نے امت آپکی قتل کریگی اسکو اور اگر آپکو
منظور ہو تو دکھلا دون مین آپکو وہ مکان کہ قتل کیا جائیگا یہ اُس مکان مین پس مارا ہاتھ
اُس فرشتہ نے اور دکھلائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مٹی سرخ پس لے لیا
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اوس مٹی کو اور باندھ لیا اُسکو اپنے کپڑے مین راوی
کہتا ہے کہ سنتے تھے ہم کہ حضرت امام حسین علیہ السلام قتل کیے جائینگے کربلا مین حدیث
خارج کیا ہے ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت ام سلمہؓ نے کہ حضرت
امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام میرے گھر مین کھیلتے تھے کہ ناگاہ نازل ہوے
حضرت جبرئیل پس کہا یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ تحقیق امت آپکی قتل کریگی
آپکے بیٹے کو بعد آپکے اور اشارہ کیا طرف حسین علیہ السلام کے اور لائے حضرت جبرئیل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مٹی پس سونگھا سرور کائنات صلے اللہ
وآلہ وسلم نے اوس مٹی کو اور فرمایا کہ اس مین بوے کرب اور بلا کی ہے اور فرمایا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے ام سلمہ جبکہ ہوجائے یہ مٹی خون اوسوقت جاننا کہ
بہ تحقیق قتل کیا گیا حسین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ نگاہ رکھا مین نے اُس
مٹی کو شیشے مین اور بعض روایت مین حضرت ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ جس روز کہ حضرت امام
حسین علیہ السلام کربلا مین شہید ہوے وہ خاک خون ہوگئی اور بعض روایات مین بجاے

لفظ خاک کے لفظ سنگریزہ کی وارد ہوئی ہی چنانچہ مروی ہی کہ جبکہ سنگریزے مقتل حسینؑ کے
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیے تھے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ کو سپرد کیے اور فرمایا کہ ای ام سلمہ جس روز کہ
ان سنگریزوں سے خون جاری ہوئے جاننا کہ حسینؑ قتل ہوا پس حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ
جب روز عاشورا ہوا مین نے شیشے کو کھولکر دیکھا کہ اُن سنگریزوں سے خون جاری تھا
اور بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہی کہ جبکہ رات قتل حضرت امام حسین علیہ السلام
کی پہونچی ایک آواز سُنی مین نے اور گوینده معلوم نہوا شعر ایہا القاتلون جہلاً حسیناً ٭
ابشروا بالعذاب والتنکیل ٭ قد لعنتم علی لسان داؤد ٭ و موسی وحامل الانجیل ٭ یعنی ای
قتل کرنے والو امام حسینؑ کے ازروے جہل اور نادانی کے مژدہ ہو جیو تمھارے تئین
ساتھ عذاب دوزخ کے بہ تحقیق کہ لعنت کیے گئے تم اوپر زبان داؤد اور موسی اور حامل انجیل
یعنی عیسے کے حدیث خارج کیا ہی ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسن سے کہا حسن نے
کہ تھا مین ہمراہ امام حسین علیہ السلام کے اوپر نہر کربلا یعنی فرات کے پس نظر کیا حضرت
امام حسین علیہ السلام نے طرف شمر ذی الجوشن کے پس فرمایا سچ کہا اللہ اور اُسکے
رسولؐ نے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گویا کہ مین نظر کرتا ہون طرف
کُتّے ابلق کے کہ مُنہ ڈالتا ہی بیچ خون اہلبیت میرے کے اور تھا شمر ملعون مبروص
فی الواقع یہ ملعون زیادہ حریص تھا اور بدکردار وں سے بیچ خون اہلبیت کے جیسا کہ مخبر صادق نے
خبر دی تھی حدیث خارج کیا ہی ابن السکن اور امام بغوی نے بیچ کتاب صحابہ کے اور
ابونعیم نے طریق صحیح سے وانس بن الحارث سے کہا انس نے سنا مین نے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ان ابنی

یعنی حسین قتل کیا جائیگا بیچ زمین کے کہ کہتے ہین اسکو کربلا پس جو شخص کہ حاضر ہو
تم سے اس واقعہ مین پس چاہیے کہ اعانت کرے حسین کی پس نکلا انس بن الحارث
کہ راوی اس حدیث کے ہین کربلا کی طرف اور شہید ہوے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے
مخفی نہ رہے کہ یہ حدیث اور حدیثو نمین سے احاد ہی پس جبکہ کسی نے کہ اس کلام معجز
نظام کو زبان الہام بیان مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا امتثال
اس حدیث کا اسکے ذمہ لازم ہوا اسیواسطے انس بن الحارث نے اس خبر پر
کہ واجب الانقیاد تھی عمل کیا اور شہید ہوئے حدیث خارج کیا بیہقی نے ابی سلمہ
بن عبد الرحمن سے کہ بہ تحقیق داخل ہوئے پاس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت کے پاس تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام
اوپر بالاخانہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ قریب ہی کہ قتل کرے اسکے تئین یعنی
حسین کو امت آپکی اور اگر آپکو منظور ہو تو خبر دون مین آپکو اس زمین سے کہ قتل
کیا جائیگا اسمین حسین علیہ السلام اور اشارہ کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
ہاتھ سے طرف طف کے کہ موضع ہی عراق مین پس لے آئے مٹی سرخ اوس جاکی اور
دکھلا دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور خارج کیا بیہقی نے اس حدیث کو
طریق اور سے ابی سلمہ سے اور انھون نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
موصولاً حدیث خارج کیا ہی حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا ابن عباس رضؓ نے
کہ نہین تھے ہم کہ شک کرتے تھے ہم اور اہلبیت اسمین کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
قتل کیے جائینگے زمین طف یعنی کربلا مین حدیث خارج کیا ہی ابو نعیم نے بیچ

حضرمی سے کہ اسنے سفر کیا ہمراہ رکاب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے طرف صفین کے اور وہ موضع مشہور ہی اوپر کنارہ فرات کے کہ اس جاپر درمیان امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور درمیان معاویہ بن ابی سفیان کے جنگ عظیم واقع ہوئی جبکہ نینوا کے مقام مین پہونچے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے زبان الہام بیان سے فرمایا صبر کرا ہی ابو عبد اللہ یعنی حسین اوپر کنارے فرات کے راوی کہتا ہی کہ مین نے عرض کی کیا فرمایا آپنے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خبر دی مجکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ بتحقیق حسین قتل کیا جائیگا کنارے فرات کے اور دکھلائی جبرئیل نے مجکو ایک مٹی اس جاکی اس روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کو علم شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا فرمانے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل تھا حدیث خارج کیا ہی ابو نعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہا اسنے کہ آئے ہم ہمراہ رکاب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے اوپر جگہ قبر حضرت امام حسین علیہ السلام کے پس فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے یہ جگہ بیٹھنے شتران انکے کی ہی اور یہ جگہ خیمہ گاہ انکے کی ہی اور یہ جگہ گرنے خون انکے کی ہی قتل کیے جاوینگے اسیجا پر نوجوانان اہلبیت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور روئیگا اونپر آسمان اور زمین حدیث خارج کیا ہی حاکم نے اور صحیح کیا ہی اسنے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا ابن عباس نے وحی کیا حق تعالی نے طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ بتحقیق قتل کیے مین نے عوض یحیی بن زکریا کے ستر ہزار آدمی اور بتحقیق قتل کرونگا مین عوض بیٹے بیٹی تیری کے ستر ہزار و ستر ہزار فائدہ اس جاسے عظمت و وجاہت خاتم الانبیا مالک کون و مکان علیہ الصلوۃ والثنا کی غور کیا چاہیے کہ عوض خون یحیی بن زکریا کے ستر ہزار آدمی اور عوض خون

حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے دو چند یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی مقتول ہوئے
اور مصداق اس خبر صادق کا واقعہ مختار مین اور اوائل دولت عباسیہ مین بیچ زمانہ علی سفاح کے
ظہور مین آیا حدیث خارج کیا ہی امام حنبل اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
خواب مین دوپہر کو پریشان حال اور موے مبارک غبار آلود اور ہاتھ مبارک مین شیشہ بھرا ہوا
خون کا تھا عرض کیا مین نے یہ کیا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ خون
حسین اور اسکے اصحاب کا ہی کہ لے لیا مین نے اسکے تئین شیشہ مین دن قتل حسین کے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نگاہ رکھا مین نے اسوقت کو پس دریافت ہوا
کہ یہ تحقیق اسی دن قتل کیے گئے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام حدیث خارج کیا ہی
حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
دیکھا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین اور سر اطہر و لحیہ انور پر غبار تھا
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین مین نے عرض کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کیا حال ہی آپکا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
گذرا ہون مین ابھی مقتل حسین سے اوپر نظر کرنے والے اخبار محمدیہ اور آثار احمدیہ کے
پوشیدہ نرہے کہ جبکہ آواز حضرت عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ
دن جنگ بدر کے ہمراہ کفار مکہ کے قید ہو کر آئے تھے گوش مبارک جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پہونچی تمام شب اس رنج سے خواب نہ فرمایا حال
پر ملال رسول الثقلین امام القبلتین جد الحسنین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئین
بسبب معرکہ کربلا کے قیاس کرنا اور میزان عقل مین تولنا چاہیے کہ بسبب غلبہ تشنگی

عترت طاہرہ کے اور قتل و قمع ہو جانے نونہالان گلشن رسالت و نوجوانان اہلبیت عصمت و طہارت کے خصوصاً شہید ہونے گل گلزار نبوت بلبل شاخسار امامت یعنی پیشواے کونین امام الخافقین حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور جانے اہل بیت عصمت و طہارت کے طرف کوفہ اور شام کے اوپر شتران بے پردہ کے اور نازل ہونے مصائب لاتعد و لاتحصے کے اوپر عورتوں اور یتیمان اہلبیت کے روح انور شفیع روز محشر پر کیا کچھ رنج و ملال لاحق حال نہوا ہوگا پس پریشانی موے مبارک اور غبار آلودگی جسم مقدس اور لینا خون حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپکے اصحابونکا شیشہ مین اور غبار آلودہ ہونا سر و ریش مبارک کا اور تشریف لیجانا مقتل حضرت امام حسین علیہ السلام مین جیسا کہ رویاے صادقہ حضرت عباسؓ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اُسپر دال ہے کچھ جاے تعجب نہین ہے بلکہ جسوقت کہ آواز رونے امام حسین علیہ السلام کی ایام طفلی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایذا پہونچاتی تھی اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو خصوص اس مقدمہ مین بخطاب اس بات کے کہ تو نہین جانتی کہ گریہ حسین کا مجکو ایذا پہونچاتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مخاطب کیا رنج و تعب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بسبب سنوح سانحہ عظیمہ و وقوع واقعہ ہائلہ کربلا کے کیا کہنا چاہیے کہ ابتداے خلقت آدم سے آج تک ایسا حادثہ کسی جن و بشر پر نہین گذرا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا الحق کہ اگر قیام قیامت کا موقوف بوقت نہوتا تو کچھ عجب نہ تھا کہ اس حادثہ ہائلہ سے اُس روز جگر آسمان کا پارہ پارہ ہوتا اور مانند قطرات باران کے اوپر زمین کے ٹپکتا اور دامن زمین کا مانند کتان کے عکس ماہ اِس غم سے تار تار ہوتا اور راویان سراپا غم و مخزان پُرسوز و الم سبب

شہادت جمیع امام کونین پیشوائے حرمین یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کا یہ روایت
کرتے ہیں کہ جبکہ بادشاہ ہوا یزید پلید بعد مرنے معاویہ بن ابی سفیان کے اور مسلط ہوا
وہ خبیث تمام ممالک پر اور وہ نااہل رجب کے مہینے میں بیچ سال ساٹھ ہجری کے
دمشق میں بجائے پدر کے تخت سلطنت پر بیٹھا نامہ تمام اپنی اقالیم اور ممالک میں
واسطے اخذ بیعت نام خبیث کے طرف عمال اور حکام ہر مقام کے لکھا چنانچہ نامہ اُس خبیث کا
ولید بن عُتبہ حاکم مدینہ منورہ کو اس مضمون کا پہونچا کہ معاویہ ایک بندہ تھا بندہ ہائے
خدا سے اُسنے انتقال کیا اور میں بجائے اُسکے تخت پر بیٹھا بیعت اتقیاؤں کی واسطے
اپنے جلد چاہتا ہوں میں چاہتا ہے کہ حسین بن علی اور دوسرے اہالی مدینہ سے بیعت
اتقیاؤں کی واسطے میرے لے اور درنگ و تاخیر لینے بیعت میں نہ کرے ولید بن عتبہ نے بمجرد ورود
نامہ یزید پلید کے حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبد اللہ بن زبیر کو طلب کیا اور یان
اخبار و مخبران آثار روایت کرتے ہیں کہ جبکہ نامہ یزید پلید کا نزدیک ولید بن عتبہ کے پہونچا
ولید نے اس مقدمہ میں مروان خبیث سے مشورہ لیا اوس خبیث نے کہا کہ حسین بن
علی و عبد الرحمن بن ابی بکر و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو دار الامارۃ میں
طلب کر اور ان چاروں سے درخواست بیعت یزید کی کر اگر یہ سب بیعت کریں فبہا و اگر نہ
ان چاروں کو قتل کر تا کہ اور لوگوں کو عبرت ہو اور قبول بیعت سے تخلف نہ کریں ولید مشورہ
مروان پر راضی نہوا اور کہا میں پسر فاطمہ علیہا السلام اور پسر ابوبکر اور پسر عمر اور پسر
زبیر رضی اللہ عنہم کو قتل نہیں کر سکتا المختصر کہتے ہیں کہ ولید نے امام کونین حضرت امام حسین
علیہ السلام کو طلب کیا جناب امامت مآب غلامان اور موالیان کو ہمراہ لیکر دار الامارۃ میں
تشریف لے گئے اور دروازہ دار الامارۃ پر غلاموں اور موالیوں کو چھوڑ کر تن تنہا

پاس ولید کے تشریف لائے ولید بہ تعظیم تمام حضرت سے پیش آیا اور مضمون نامہ یزید پلید کا
آپ سے عرض کر کے درخواست بیعت کی کی حضرت امام زمان پیشوائے دوران نے جواب دیا
فرمایا کہ میں بیعت یزید کی نہ کرونگا اسواسطے کہ وہ فاسق اور دائم الخمر اور ظالم ہے راویان اخبار
کہتے ہیں کہ مروان خبیث اپنی شرارت سے باز نہ رہا اور ولید سے کہا کہ اے امیر امام حسین
علیہ السلام کو بے اخذ بیعت کے مت چھوڑ کہ پھر حسین علیہ السلام پر تو قدرت نہ پاویگا
اسکے تئین قید کرنا چاہیے تا کہ یزید کی بیعت کرے اور اگر بیعت سے باز رہے واسطے قتل کے
حکم کر تا کہ خلیفہ یعنی یزید پلید تجھسے راضی ہو ولید نے اس خبیث سے کہا ویحک یا مروان
یعنی خواری ہو تجھکو اے مروان میرے تئین واسطے قتل حسین کے کہتا ہے اگر شرق اور
غرب مجکو دیں میں ہرگز قصد قتل امام حسین علیہ السلام کا نہ کرونگا جبکہ ولید نے اس خبیث کو
یہ جواب دیا وہ خبیث چپ ہوا اور جناب امام زمان علیہ السلام دار الامارۃ سے اوٹھکر
دولتخانہ میں تشریف لائے اور قصد روانگی کا طرف مکہ معظمہ کے کیا چنانچہ چوتھی تاریخ
شعبان کی مدینہ منورہ سے طرف مکہ معظمہ کے مع اہلبیت و ذریت عصمت و طہارت
تشریف فرما ہوئے حدیث خارج کیا ہے بیہقی نے شعبی سے کہا شعبی نے جبکہ
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں آئے اور خبر روانگی جناب حضرت امام حسین
علیہ السلام کی طرف عراق کے سنی بمجرد سننے اس خبر کے بیتاب ہو دوڑے مقام [illegible] میں
کہ مدینہ طیبہ سے مسافت دو روز کی ہے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقی ہوئے
اور امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہرگز کوفہ کی طرف تشریف نہ لیجائیے
اسواسطے کہ تم جگر گوشہ رسول مقبول کے ہو اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
باوجود مخیر ہونے دنیا اور آخرت پر آخرت کو اختیار کیا اور دامن شریف کو لوث

حطام دنیوی سے آلودہ نہ کیا اور چونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے نعیم اخروی عوض زخارف
دنیوی کے واسطے تمھارے یعنی اہلبیت کے مقرر کیا ہے کوئی اہلبیت نبوت تمتع دنیوی سے
متمتع نہوگا پس صواب دید یہ ہے کہ آپ مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کریں چونکہ امام کونین
پیشوائے دارین حضرت امام حسین علیہ السلام ہدف سہام تقدیر کے ہوئے تھے اور
بالجزم آپکو معلوم تھا کہ سوائق اور قائد مشیت ایزدی کو بجز رضا بقضاء الٰہی کے چارہ نہیں ہے
عرضہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا آپکی جناب میں پذیرا نہوا اور نصیحت بے دل عبد اللہ بن عمرؓ کی بگوش
قبول نہ سنی اور فسخ عزیمت کا اختیار نہ کیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جبکہ آپکی رضا
مراجعت کے واسطے نہ پائی ناچار ہوکر امام زمانکو رخصت کیا اور وقت رخصت کے حضرت
امام حسین علیہ السلام کو گود میں لیا اور کلمہ تاسف اور تلہف کا زبان پر لائے اور کہا خدا کے
سپرد کیا فائدہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بالجزم یہ نہ جانتے تھے کہ آنحضرت علیہ السلام
اسی سفر پر خطر میں شہید ہونگے ورنہ شرف رفاقت آپکی ہرگز نہ چھوڑتے اور بسبب شہادت کے
سعادت ابدی حاصل کرتے اور یہی عذر اور صحابہ کبار مثل عبد اللہ بن عباسؓ و عبد اللہؓ
و عبد اللہ بن جعفرؓ و محمد بن حنفیہؓ اور بغیر انکے رضی اللہ عنہم کے طرف سے بھی قبول کرنا چاہیے
ورنہ باوصف علم کے ابن عباس اور اہلبیت رسالت کا تقاعد رفاقت کربلا سے
ممکن نہ تھا پس اس صورت میں دامن صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کا طعن مخالفین سے
پاک ہے الحاصل جبکہ اہالی مکہ معظمہ آپکی روانگی سے آگاہ ہوئے سب کے سب بہت
شادان و فرحان ہوئے اور امام کونین علیہ السلام بعد طی منازل و قطع مراحل کے
مع الخیر مع اہلبیت و ذریت نبوت قریب مکہ معظمہ کے پہونچے صغیر و کبیر وضیع و شریف
اوس بلدہ طیبہ کے آپکی پیشوائی بہ تعظیم تمام کرکے مرحبا بک یا ابن رسول اللہ

کہتے ہوئے مکہ معظمہ مین لیگئے اور وہان امام زمان نے چندے استقامت فرمائی
معاملہ قضا و قدر دیکھنا چاہیے کہ جبکہ آپکے تشریف فرما ہونے کی خبر کوفہ مین پہونچی
اتفاق کرکے ایک جماعت کثیرہ نے آپکی خدمت شریف مین متواتر نامے لکھے مضمون
طلب آنحضرت علیہ السّلام کے اور خرچ کرنے جان اور مال اپنے کو اوپر آنحضرت
علیہ السّلام کے اور بیچ خدمتگذاری کرنے آنحضرت علیہ السّلام کے حد سے زیادہ
مبالغہ کیا اور اس مقدمہ یعنی طلب مین پور پے نامے اہل کوفہ کے آنحضرت علیہ السّلام کے
پاس قریب ڈیڑھ سو کے پہونچے ہر گروہ اور جماعت سے پس بموجب کوفیونکے لکھنے
اور زیادہ اصرار کے امام کونین حضرت امام حسین علیہ السّلام نے پسر عم اپنے یعنی
مسلم بن عقیل کو طرف کوفہ کے روانہ فرمایا اور اہالی کوفہ کو واسطے نصرت اور حمایت
حضرت مسلم علیہ السّلام کے تاکید تمام ارقام فرمائی الحاصل اہالی کوفہ نے واسطے طلب
امام زمان علیہ السّلام کے نامے اور قاصد پور پے بھیجے اور اس مقدمہ مین اصرار حد سے
زیادہ کیا راویان اخبار و حاملان آثار لکھتے ہین کہ نامہ اخیر کہ بیچ ہاتھ ایک معتمد کے حضرت
امام حرمین علیہ السّلام کی خدمت شریف مین پہونچا تھا عبارت اوسکی یہ تھی للحسین بن
علی من شیعتہ و شیعۃ ابیہ علی امیر المومنین سلام علیک اما بعد فان الناس ینظرونک
ولا رای غیرک فالعجل العجل یا ابن رسول اللہ والسّلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ یعنی
یہ نامہ ہے واسطے حسینؑ بن علیؑ کے طرف شیعہ اُسکے سے اور شیعہ باپ اُسکے سے
یعنی علی امیر المومنین علیہ السّلام سلام اوپر تیرے ہوجیو لیکن بعد اسکے پس بہ تحقیق
تمام آدمی منتظر مقدم شریف آپکے ہین اور اطاعت و فرمان برداری دوسرے کی
سوا آپکے روا نہین رکھتے ہین ای پسر رسولؐ خدا اپنے تئین جلد پہونچائیے اور

قید انتظار سے اونکو چھڑا سیئے سلام اوپر تیرے بہرجہہ و رحمت خدا کی جبکہ استدعا کوفیونکی باسب طلب آنحضرت علیہ السّلام نین زیادہ حد سے گذری امام کونین پیشواے دارین حضرت امام حسین علیہ السّلام نے چاہا کہ بذات شریف خود اوس طرف بموجب انکی استدعا کے تشریف فرما ہون عبداللہ بن عباس اور عظماء صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مکہ معظمہ مین موجود تھے حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ارادہ پر واقف ہوے پیرانکو اوس طرف کے تشریف فرما ہونے سے بہت منع کیا اور عرض کیا کہ بفحواے الکوفی لا یوفی بیوفائی اہل کوفہ کی عالم مین ضرب المثل ہی قول و فعل ساکنانِ اوس جگہ کا ہرگز قابل اعتماد نہین ہی آخر الامر بعد قیل و قال بسیار کے یہ امر قرار پایا کہ آنحضرت علیہ السلام عازم کوفہ کے نہون اور کسی شخص کو اپنے متوسلونمین سے اسطرف کو روانہ فرماوین چنانچہ جناب امامت مآب امام کونین پیشواے دارین حضرت امام حسین علیہ السلام بموجب مشورہ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم برادر عمزاد یعنی مسلم بن عقیل کو طرف کوفہ بہ نیابت خود روانہ فرمایا اور اہالی کوفہ کو واسطے اطاعت اور متابعت حضرت مسلم کے بتاکید تمام اور ترغیب اور تحریص واسطے حضرت مسلم کی تابعداری کے آنحضرت علیہ السلام نے لکھا آب یہانسے کیفیت پہونچنے حضرت مسلم علیہ السلام کی کوفہ مین بگوش ہوش قابل سننے کے ہی اور بدعہدی اور فریب کوفیونکا بچشم انصاف تماشا کرنی پس جبکہ حضرت مسلم علیہ السّلام مع دو صاحبزادہ محمد اور ابراہیم بعد قطع منازل کے کوفہ مین تشریف فرما ہوے اور مختار بن عبیدہ ثقفی کے گھر مین استقامت فرمائی مردمان کوفہ جوق جوق آنکر حضرت مسلم علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے راویان اخبار و ناقلان آثار روایت کرتے ہین کہ بارہ ہزار آدمیون نے حضرت

مسلم کی ہاتھ پر بیعت کی اور بعض اخبار مین اٹھارہ ہزار اور بعض روایت مین تیس ہزار اور
بعض روایت مین چالیس ہزار بھی آیا ہے اور ان روزون مین نعمان بن بشیر یزید پلید کی
طرف سے حاکم کوفہ کے تھے اور وہ مرد صحابی تھے جب یہ خبر حضرت مسلم کی اُنکو پہونچی
بظاہر تو کاہے بہ تہدید کے ہوکر لوگونکو بیعت حضرت مسلم سے منع کیا اور باطن مین معاون اور
مددگار لوگونکے ہوے اور ترغیب مردمان کوفہ کو واسطے بیعت حضرت مسلم کے وہی کہا
جبکہ غفلت نعمان بن بشیر کی اہالی کوفہ کو معلوم ہوئی ان بدبختون نے یزید پلید کو اس
حال سے آگاہ کیا پس لکھا مسلم بن یزید حضرمی و عمارہ بن ولید بن عقبہ نے یزید پلید کو
معاملہ حضرت مسلمؑ اور میلان کرنا اہالی کوفہ کا طرف حضرت مسلم کے اور تغافل کرنا نعمان بن بشیر کا
اس امر سے راویان اخبار روایت کرتے ہین کہ جبکہ یہ خبر یزید پلید کو پہونچی بمجرد دریافت
اس سانحہ کے بکار خود حیران ہوا اور اپنے ندیمون بدنہاد سے اس امر مین مشورہ کیا
مشاوران بدمآل نے اندیشہ کیا کہ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ مین پہونچے تو عراق
ہاتھ سے جاتا رہیگا بلکہ بناے سلطنت اور حکومت کی شکست ہو جائیگی پس صواب دید یہ ہے
کہ نعمان بن بشیر حکومت کوفہ سے معزول کیے جائین اور دوسرا شخص بجاے اُنکے
اُس جا پر منصوب ہوکر مسلم بن عقیل کو مع اعوان و انصار کے قتل کرے اور بیخ فتنہ
و فساد کی بالکلیہ جڑ سے کھودے آخر الامر بعد رد و قدح بسیار کے یہ امر قرار پایا کہ یہ کار عظیم
سواے عبید اللہ بن زیاد بدنہاد کے سرانجام نہو سکیگا یزید پلید نے بموجب اس مشورہ ناپاک کے
ابن زیاد بدنہاد کو کہ سابق مین وہ بدنہاد یزید پلید کی طرف سے حاکم بصرہ کا تھا بامارت
کوفہ و عراق کے مقرر کیا اور اُس پلید نے اُس بدنہاد کو لکھا کہ جلد اپنے تئین کوفہ مین
پہونچا کر مسلم بن عقیل کو مع متابعان و مبائعان کے قتل کر اور حضرت امام حسین

علیہ السلام سے طلب بیعت کی کہ اگر وہ بیعت کو قبول کریں فبہا و الا اُنکو بھی قتل کریں جبکہ
یہ نامہ یزید پلید کا ابن زیاد بانیۂ فساد کو پہونچا اپنے بھائی کو بصرے میں اپنا قائم مقام
کرکے فی الفور مع فوج عازم کوفے کا ہوا جبکہ مقام قادسیہ میں پہونچا لشکر کو اسی جگہ
چھوڑکر از راہ مکر اور فریب کے لباس حجاز میں آراستہ ہوکر عمامہ سر ناپاک پر باندھکر
اونٹ پر سوار ہوکر ہمراہ چند آدمیوں کے نکلے کہ جس سے ظاہر ہو کہ قافلہ حجاز کا آتا ہے شب تاریک میں
مابین نماز مغرب و عشا کے داخل کوفہ ہوا اور حسب اتفاق اس درمیان میں اہالی کوفہ
بعد اختیار بیعت اور انقیاد و اطاعت مسلم بن عقیل کے مستدعی تشریف آوری حضرت
امام کونین پیشوائے دارین امام حسین علیہ السلام کے تھے اور ہمہ تن چشم براہ منتظر
حضرت امام علیہ السلام کے تھے اور آمد آمد حضرت کی بھی اطراف و جوانب میں مشہور
ہو رہی تھی اہالی کوفہ از راہ غلط کے ابن زیاد بانیۂ فساد کو حضرت امام حسین علیہ السلام
سمجھکر سبھوں نے اُس ملعون کی پیشوائی کی اور السلام علیک یا ابن رسول اللہ مرحبا
بک یا ابن رسول اللہ کہتے ہوے پس و پیش جاتے تھے اور کوئی شخص رکاب اور
کوئی شخص پیر کو بوسہ دیتا تھا اور وہ بدنہاد ساکت و صامت اونٹ پر بیٹھا تھا یہانتک
کہ دار الامارۃ میں داخل ہوا یہ سب مکر و فریب اس لیے تھا کہ تا کہ اہالی کوفہ دفعۃً بلوہ
کرکے آمادہ فتنہ و فساد کے نہوں پس جبکہ صبح ہوئی جمع کیا ابن زیاد بانیۂ فساد نے
اہالی کوفہ کو اور پڑھی اوپر سند اپنی حکومت کی کوفہ پر اور تحذیر و تہدید کیا اہل کوفہ کو
مخالفت یزید پلید سے اور متفرق کیا جماعت حضرت مسلم علیہ السلام کو قوت
تدبیر سے پس پوشیدہ ہوے حضرت مسلم گھر ہانی بن عروہ میں تفصیل اس اجمال کی
یہ ہے کہ بجبر و تہدید لسانی و تخویف زبانی ابن زیاد بدنہاد کے مبائعان و متابعان

حضرت مسلم کے متفرق ہو گئے حضرت مسلم نے ناچار ہو کر اپنے تئین مخفی کیا پس بھیجا ابن
زیاد مایۂ فساد نے محمد بن اشعث کو مع فوج طرف گھر ہانی بن عروہ کے پس لائے اُنکو تئین
نزدیک ابن زیاد کے پس اُس ملعون نے اُنکے تئین اور جملہ رؤسا کوفہ کو دار الامارۃ میں قید کیا
پس جبکہ یہ خبر حضرت مسلم کو پہونچی آواز دی حضرت مسلم علیہ السلام نے خاصان اور رفیقان
اپنے کو پس جمع ہوئے بمجرد آواز کے ہمراہ آپکے چالیس ہزار آدمی اور احاطہ کر لیا دار الامارہ کو
پس حکم کیا ابن زیاد مایۂ فساد نے اسیرونکو کہ رئیس کوفہ کے تھے کہ سمجھاوین عزیزان اور
قریبان اپنے کو کہ ترک رفاقت مسلم کی کرین پس سب اسیرون نے بموجب حکم اُس ملعون کے
اپنے اپنے عزیزوان اور قریبونکو واسطے ترک رفاقت حضرت مسلم علیہ السلام کے سمجھایا
پس متفرق ہو گئی وہ جماعت متابعین کی ہمراہی حضرت مسلم علیہ السلام سے اور شام تک
ہمراہ حضرت مسلم کے پانچ سو آدمی فقط باقی رہے اور جبکہ شب تاریک ہوئی وہ بھی فرار کر گئے
فقط تن تنہا حضرت مسلم علیہ السلام باقی رہگئے راویان اخبار روایت کرتے ہین کہ جبکہ
حضرت مسلم نے مسجد کوفہ مین نیت نماز شام کی باندھی پانچ سو آدمیون نے حضرت
مسلم علیہ السلام کی اقتدا کی اور جسوقت کہ سلام پھیرا ایک آدمی بھی باقی نرہا اور دوسری
روایت مین آیا ہی کہ جبکہ حضرت مسلم علیہ السلام نزدیک قصر ابن زیاد بد نہاد کے پہونچے
دیکھا کہ تمام ہمراہی فرار کرتے ہین یہانتک کہ تین سو آدمی رہگئے حضرت مسلم علیہ السلام نے
حیران ہو کر چپ و راست نگاہ کرکے کہا کہ اے شیعیان ہمارے کہان جاتے ہو اور
جبکہ فقط بارہ آدمی رہگئے فرمایا کہ اے اہل کوفہ خطوط متواترہ لکھکر ہمارے تئین طلب کیا
اب میرے تئین ہاتھ دشمن مین چھوڑتے ہو پس جبکہ دو ایک قدم چلے تن تنہا رہگئے
پس جسوقت کہ سب ہمراہیان حضرت مسلم علیہ السلام کو تنہا چھوڑکر فرار کر گئے

حضرت مسلم علیہ السلام حیران و پریشان کوچہ ہاے کوفہ میں پھرنے لگے اور تشنگی حضرت پر
غالب ہوئی ایک عورت کے دروازے پر کہ نام اوسکا طوعہ تھا آکر پانی طلب کیا اُس
عورت نے آپکو پانی پلایا اور اپنے گھر میں آپکو لیگئی اتفاقات قضا و قدر سے بیٹا اوسکا
چیلہ محمد بن اشعث کا تھا اُس بدبخت نے حال حضرت مسلم کا محمد بن اشعث سے کہا
اُس لعین نے بمجرد آگاہی کے ابن زیاد بدنہاد کو خبر دی اُس ملعون نے بمجرد ادراک
اِس حال کے کوتوال شہر یعنی عمر بن حریث کو مع محمد بن اشعث کے واسطے گرفتاری
حضرت مسلم کے روانہ کیا ان دو بدبختوں نے جماعہ کثیرہ ہمراہ لیکر گھر طوعہ کا کہ جسمیں حضرت
مسلم تھے گھیر لیا کہتے ہیں کہ جسوقت کہ ابن حریث کوتوال اور محمد بن اشعث نے
بجماعت ستائیس آدمیوں کے گھر طوعہ کا محاصرہ کیا حضرت مسلم علیہ السلام کی حمیت ہاشمی
جوش میں آئی اور تیغ تمنا تلوار ہاتھ میں لیکر گھر سے باہر نکل آئے اور ہنگامہ محاربہ کا
اعدا سے گرم کیا بعضے لعینوں کو زخمی اور بعضوں کو جہنم واصل کیا ابن اشعث مردود نے
جبکہ معلوم کیا کہ تحمل تیغ بنی ہاشم کا اِس جماعت سے نہو سکیگا از راہ مکر و فریب کے
امن طلب کر کے حضرت مسلم کو مقاتلہ سے باز رکھا اور وہ خبیث حضرت مسلم و محمد و ابراہیم
دونو صاحبزادونکو ہمراہ لیکر ابن زیاد بدنہاد کے پاس آیا اور ابن زیاد بانیٔ فساد نے
قبل آنے حضرت مسلم کے دربانونکو حکم دیا تھا کہ جسوقت کہ مسلم دروازے سے داخل ہو
اوسیوقت سر اُنکے بدن سے جدا کرنا چنانچہ دربان بموجب حکم اُس شقی کے چھپ کر ایستادہ
تلوار برہنہ کر کے منتظر آنے حضرت مسلم کے ہوے پس جسوقت کہ حضرت مسلم دروازے
داخل ہوے ان اشقیا نے سر مبارک حضرت مسلم کو بدن اطہر سے جدا کیا راویان اخبار لکھتے ہیں
کہ جسوقت کہ حضرت مسلم داخل قصر ابن زیاد بدنہاد کے ہوے آپ مشغول تہلیل و تسبیح تھے اور

آیۂ کریمہ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ تلاوت فرماتے تھے کہ دفعۃً شربت
شہادت کا چکھا اور روح پُرفتوح آپکی متوجہ طرف ملاءِ اعلیٰ کے ہوئی بعد اسکے محمد و ابراہیم دونوں صاحبزادونکو
اُس ملعون نے شہید کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور ہانی بن عروہ کو دار پہ کھینچا اور سرونکو
ان مظلوموںکے نیزے پر رکھکر تمام کوچہ کوفہ مین پھرایا اور سر مبارک حضرت مسلم کو دروازہ
کوفہ مین معلق کر دیا یہ سانحہ سخت یعنی شہادت حضرت مسلم علیہ السّلام کی تیسری ذوالحجہ سن
سنہ ساٹھ ہجری مین واقع ہوئی تمام ہوا قصہ حضرت مسلم کا

اب بیان ہے حال امام کونین پیشوائے حرمین حضرت امام حسین علیہ السّلام کا
یعنی روانگی آنحضرت علیہ السّلام کی مکہ معظمہ سے طرف کوفے کے اور پہونچنا
حضرت کا دشت کربلا مین اور با انواع کرب و بلا کے مبتلا ہونا بگوش عبرت
و حزن کے سننا چاہیے اور معاملہ قضا و قدر کا معاینہ کرنا چاہیے

حسب اتفاق جس دن کہ حضرت مسلم علیہ السّلام کوفہ مین شہید ہوئے اوسیدن جناب
امامت مآب حضرت امام حسین علیہ السّلام مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے روانہ ہوئے اور
بعض روایت مین آیا ہے کہ دن ترویہ یعنی آٹھوین ذی الحجہ کے آنحضرت علیہ السلام روانہ
ہوئے اور سبب خروج آپکا یہ ہوا کہ جبکہ حضرت مسلم علیہ السّلام کوفہ مین پہونچے اور اہالی
اُس جا نے خاشیۂ اطاعت کو دوش فرمانبرداری پر کھینچا یہانتک کہ چالیس ہزار آدمی
بیعت ارادت مین داخل ہوکر ستدعی تشریف آوری حضرت امام کے ہوئے حضرت مسلم
علیہ السّلام نے بظاہر حال تابعداری ان بدعہدونکا معاینہ کرکے حضرت امام علیہ السّلام کو
نامہ اس مضمونکا لکھا کہ اہل کوفہ نے بیعت قبول کی اور ہمہ تن مصروف اطاعت اور فرمانبرداری
اور چشم براہ قدوم میمنت لزوم آپکے ہین جبکہ حضرت امام علیہ السّلام نے نامہ حضرت

مسلم علیہ السلام کا معاینہ فرمایا عزم مصمم روانگی کوفہ کا مکہ معظمہ سے کیا اور سامان سفر کا مہیا فرمایا
صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے کہ مکہ معظمہ مین موجود تھے امام زمان علیہ السلام کو سفر کوفہ سے
بہت منع کیا چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے آنحضرت علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے حسینؑ
حرم مکہ سے کہ خانہ خدا ہے اس سے باہر ہرگز تشریف نہ لیجائیے اور اوپر قول کوفیون کے
اعتماد نہ کیجیے آپکو بالجزم معلوم ہے کہ ان کوفیون نے آپکے پدر بزرگوار اور بھائی کے ساتھ
کیا معاملہ کیا اور اگر آپ اس عزم سے باز نہ رہین تو اہل و عیال کو ہرگز ہمراہ نہ لیجائیے
اسواسطے کہ مین ڈرتا ہون کہ مبادا آپ قتل ہوجاوین اور عورتین اور لڑکے مقید ہوجاوین
اور بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مین گمان کرتا ہون کہ آپ مانند عثمانؓ کے
عورتون اور لڑکون مین شہید ہوجائیے گا الحاصل عرض ابن عباس رضی اللہ عنہ کی آنحضرت
علیہ السلام کے معرض قبول مین نہ آئی پس حضرت ابن عباسؓ اندوہگین ہوئے
اور ہائے ہائے کرکے روئے اور حضرت امام زمان علیہ السلام کو رخصت کیا اور بھی حضرت
عبد اللہ بن عمرؓ نے آنحضرت علیہ السلام کو عزیمت کوفہ سے بہت منع کیا اور کہا اے حسینؑ
اوپر قول اور فعل اہل کوفہ کے فریب نہ کھائیے المختصر حضرت جابر اور ابو سعید خدری
اور ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام نے کہ مکہ معظمہ مین موجود تھے حضرت امام
علیہ السلام کو بالحاح و زاری تمام عزیمت کوفہ سے منع کیا آخر کار جبکہ منع و اصرار مانعین کا
حد سے گذرا حضرت امام علیہ السلام نے ناچار ہوکر کشف اسرار کا کرکے ارشاد کیا
کہ مین نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
سنا ہے کہ ایک گوسپند مکے مین مارا جائیگا کہ بسبب اُسکے بےحرمتی کعبہ معظمہ کی ہوگی یعنی
ایک شخص کعبہ مین مارا جائیگا کہ خون اُسکا موجب بےحرمتی کعبہ کا ہوگا پس مین وہ شخص

نہین رکھتا کہ شاید مین وہی گوسفند ہون کہ مکے مین مارا جاؤن اور مصداق اس حدیث کا ہون پس مصداق اس حدیث کے حضرت عبد اللہ بن زبیر ہوے کہ انکو حجاج نے مکہ مین ناحق شہید کیا اور یہ خونریزی باعث استحلال خانہ کعبہ کی ہوئی ہر چند کہ یہ کشت و خون بجور و ظلم واقع ہوا مقتول کی طرف کسی نہج کا قصور و گناہ عاید نہین ہوتا لیکن چونکہ یہ کشت و خون موجب ہتک حرمت کعبہ کا تھا حضرت امام کونین پیشواے دارین امام حسین علیہ السلام نے بسبب کمال احتیاط و مراعات ادب کعبہ کے گوارا نہ رکھا کہ قتل آپکا موجب استحلال کعبے کا ہو اس جا پر ایک اشکال ہے ظاہر الورود کہ باوجود واقف و آگاہ ہونے اکابر صحابہ مثل ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و جابر و ابو سعید خدری و ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہم کے اوپر شہادت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی کیون تقاعد سفر کربلا سے اختیار کیا اور ہمراہ رکاب حضرت امام حسین علیہ السلام کے جا کر شریک شہادت نہ ہوے **جواب** اس اشکال کا مجملاً یہ ہے کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو بالجزم والیقین یہ معلوم نہ تھا کہ اس سفر مین یہ حادثۂ عظیمہ بحکم قضا و قدر کے ہوگا ورنہ بالیقین اجلہ صحابہؓ ہمراہ رکاب حضرت علیہ السلام کے ہو کر سعادت کونین حاصل کرتے **القصہ** آنحضرت علیہ السلام نے معدودے چند اپنے اہلبیت اور یاران و غلامان کو لیکر مکہ معظمہ سے تیسری تاریخ ذالحجہ کی بروایت صحیح طرف کوفہ کے خروج فرمایا اثناء راہ مین خبر شہادت حضرت مسلم بن عقیل و بدعہدی کوفیونکی اور متفرق ہونا جماعت کا آنحضرت علیہ السلام نے سنا فی الفور عزم مراجعت مکے کا کیا کہ پسران عقیل نے قسم کھا کے باتفاق کہا کہ ہم معاودت ہرگز نہ کرینگے تا وقتیکہ انتقام خون ناحق مسلم کا نہ لینگے پس یاران بدعہد وسے انتقام خون ناحق کا لینگے یا مارے جائینگے جناب حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے یہ گفتگو پسران عقیل کی ملاحظہ کر کے فرمایا کہ لطف زندگی کا بعد اسکے نہین ہے

کہ تم سب کے سب مارے جاؤ اور مین تن تنہا زندہ باقی رہون راویان اخبار روایت کرتے ہین کہ اثناء راہ مین حضرت امام حسین علیہ السلام فرزدق شاعر سے ملاقی ہوے اور احوال کوفہ کا پوچھا فرزدق کہتا ہی کہ میری زبان مین مرض تھا کہ مین تکلم پر قادر نہ تھا بسبب اُس مرض کے باشارہ مین نے حضرت سے عرض کیا کہ کوفے کو تشریف نہ لیجائیے مکہ معظمہ کی طرف معاودت کیجیے اور ایک روایت مین یہ آیا ہی کہ جبکہ حضرت امام علیہ السلام نے فرزدق شاعر سے ملاقات کی پوچھا کہ ای ابا فراش کہان سے آتا ہی اُسنے عرض کیا کہ کوفے سے حضرت نے فرمایا کیونکر چھوڑا تو نے کوفیونکو عرض کیا اُسنے کہ دل اُنکے تمھاری طرف ہین اور تلوار اُنکی بنی امیہ کی طرف فرزدق نے اس سے کنایہ کیا کہ وہ لوگ خواہان قتل آپکے ہین اور کہا فرزدق نے کہ قضا و قدر آسمان سے نازل ہی وَاللهُ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ حضرت امام حرمین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرزدق سے یہ سنکر جواب مین فرمایا قضا و قدر کو کوئی روک نہین سکتا الحاصل بسبب سنگ راہ ہونے پسران حضرت عقیل کے حضرت امام علیہ السلام مراجعت مکہ معظمہ سے باز رہے اور طرف عراق کے روانہ و تشریف فرما ہوے بعد طی مراحل و قطع منازل اُس جا پر پہونچے کہ وہان سے کوفہ دو منزل تھا پس اُسی جا پر ملاقی ہوے امام زمان علیہ السلام حر بن یزید ریاحی سے اور اُسکے ہمراہ ہزار سوار مسلح ہمراہیان ابن زیاد بد نہاد سے تھے پس حر نے آنحضرت علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے تئین ابن زیاد نے مع ہزار سوار کے واسطے آپکے گرفتاری کے بھیجا ہی لیکن دل میرا راضی نہین ہی کہ آپکو گرفتار کرکے آگے ابن زیاد کے لیجاؤن اور یہ بھی ممکن نہین ہی کہ آپکو چھوڑ کے مراجعت کرون پس جبکہ حر بن یزید ریاحی نے سبب اپنے آنیکا عرض کیا جناب امامت مآب علیہ السلام نے حر کے جواب مین فرمایا کہ مین آپسے عازم کوفے کا نہین ہوا بلکہ کوفیون نے نامہ متواتر اور

قاصد پر پے بھیجکر مجکو بلوایا اور اس باب مین مبالغہ بہت کیا اور تم لوگ بھی اہل کوفہ سے
اگر اپنے عہد پیر قرار رہو تو مین عازم تمہارے شہر کا ہون ورنہ اپنے وطن کو مراجعت کرون
حُر نے اپنی بیخبری محض نامہ اور قاصد سے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی
اور کہا کہ اب بازگشت پہری کوفے کی طرف سے آپکے لیجائے نزدیک ابن زیاد کے ممکن
نہین ہی کاتبان اخبار لکھتے ہین کہ بعد گفتگوے بسیار حُر ریاحی نے آپکی واگذاشت پر
راضی ہوکر کہا کہ جناب کو اختیار ہی جس جانب چاہین روانہ ہو وین مین کوفے مین
جاکر ابن زیاد سے یہ عذر کرونگا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے راہ مین اتفاق
ملاقات کا ہوا معلوم نہین کس طرف روانہ ہو گئے اسی حال مین نامہ ابن زیاد کا حر کے
نام پر اس مضمون کا پہونچا کہ بیچ قید کرنے حسین کے قصور نہ کرنا ورنہ سزا مین مبتلا ہوگا
کہ تحمل اسکا نہ کرسکیگا بعد آنے اس نامہ کے حُر نے بحال خود ترسان ہو کر پیغام بہیجا
کہ اگر سواران ابن زیاد کے کہ ہمراہ میرے ہین حقیقت حال کی ابن زیاد سے کہینگے
خدا جانے کہ ساتھ جور ابن زیاد سے میرے اوپر کیا ہو یہ سمجھکر پھر مبالغہ بیچ لیجانے
حضرت امام حسین علیہ السلام کے نزدیک ابن زیاد جایۂ فساد کے کیا یہانتک کہ اوس مین
کلام طول اور سلسلہ سخن کا جانبین سے دراز ہوا قصہ کوتاہ جبکہ حضرت امام علیہ السلام
مرضی حُر ریاحی کی معلوم کی فسخ عزم کوفے کا فرمایا سائق وقائد قضا و قدر کشان کشان
حضرت امام زمان علیہ السلام کو طرف کربلا کے لیگئے حالیا حادثہ عظیمہ واقعہ جلیلہ
گوش غم و اندوہ سے قابل شنفنے کے اور کارگذاری قضا و قدر کی لائق دیدنے کے ہی
پس پھرے حضرت امام کونین علیہ السلام راہ کوفہ سے اور متوجہ ہوے طرف
کربلا کے پس دوسری تاریخ محرم کی سن اکسٹھ ہجری مین کربلا مین تشریف فرما ہوے

بعد نزول کے پوچھا کہ نام اس زمین کا کیا ہی عرض کیا لوگون نے کہ نام اسکا کربلا ہی پس
حضرت نے فرمایا کہ یہ جگہ کرب اور بلا کی ہی پس آنحضرت علیہ السلام نے اُس جا پر خیمہ کیا
اور ہمراہیان آنحضرت کے بھی اُسی جا پر اوترے اور حُر ریاحی مع لشکر مقابل آنحضرت
علیہ السلام کے اوترا ترجمہ طبری وغیرہ مین لکھا ہی کہ جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام
زمین کربلا مین پہونچے حُر ریاحی نے بطریق خیر خواہی کے آپکی خدمت مین عرض کیا
کہ ابھی اور فوج فرستادہ ابن زیاد نہین آئی ہی آپکو مین مطلق العنان کرتا ہون کہ شتاب
آپ کوچ کرکے کسی جانب کو تشریف لیجایئے جناب امام سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کو صلاح
اور خیر خواہی حُر ریاحی کی پسند آئی بموجب صلاح اُس خیر خواہ کے اُسی شب کو کوچ فرمایا
اور تمام شب بسرعت تمام قطع مسافت کا کیا احوال قضا و قدر کا معائنہ کیا چاہیے کہ جبکہ
سپیدۂ صبح کا عیان ہوا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے تئین اُسی جا پر پایا کہ
جس جا سے کوچ فرمایا تھا آوریان اخبار صحیح یہ روایت کرتے ہین کہ یہی معاملہ آٹھ شب
اتفاق ہوا کہ ہر شب بسرعت تمام آنحضرت علیہ السلام کوچ فرماتے تھے پھر صبح کو اُسی جا پر
یعنی زمین کربلا پر اپنے تئین پاتے تھے یہانتک معاملہ پہونچا کہ اونٹونکے تئین ہر چند کہ
مارتے تھے وہ اپنی جا سے حرکت نہ کرتے تھے آخر الامر ناچار ہو کر بہ تقاضائے مشیت
ایزدی کے اُسی جا پر طرح اقامت کی ڈالی اور بھی باقتضاء قضا و قدر یہ معاملہ ہوا
کہ جبکہ میخ زمین مین گاڑتے تھے یا لکڑی درخت سے توڑتے تھے خون زمین اور
درخت سے نکلتا تھا جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے یہ حال معائنہ فرماکر
زبان الہام بیان سے فرمایا کہ جائے موعود و مقتل و مشہد ہماری یہی زمین ہی اور
ترجمہ طبری مین لکھا ہی کہ جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے زمین کربلا مین باقتضا

قضا و قدر کے نزول فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع جماعہ ملائکہ کے تشریف لائے اور امام حسین علیہ السلام کو
گود میں لیا اور فرمایا کہ اے فرزند میرے میں جانتا ہوں کہ دشمنوں نے قصد تیرا کیا ہے اور
درپے تیرے قتل کے ہیں یہ سب میری شفاعت سے روز قیامت کو محروم ہیں اور نزدیک ہے
کہ حق تعالے تجھے مرتبہ شہادت کا دیگا اور بہشت تیرے واسطے آراستہ ہے اور ماں و باپ تیرے
منتظر ہیں پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اوپر سینہ بے کینہ
امام زمان علیہ السلام کے رکھا اور یہ دعا فرمائی اللّٰھم اعط الحسین صبرًا و اجرًا اے بار خدایا
عنایت کر حسین کو صبر و اجر پس جبکہ سید الشہدا خواب سے بیدار ہوئے یہ رویاء صادقہ
اہلبیت اطہار سے کہا وہ سب یہ خواب سنکر گریان ہوئے اور آیہ کریمہ انا للہ و انا الیہ
راجعون پڑھا القصہ جبکہ خبر نزول حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی زمین کربلا میں
ابن زیاد مایہ فساد نے سنی اس لعین نے نامہ حضرت امام زمان علیہ السلام کو واسطے
بیعت یزید پلید کے لکھا پس جبکہ ایلچی فرستادہ ابن زیاد بدنہاد کا نامہ لیکر امام زمان علیہ السلام کے
پاس آیا اور نامہ اس لعین بدنہاد کا آپکو دیا آپنے نامہ پڑھکے ڈال دیا اور قاصد سے
فرمایا کہ اسکا جواب ہمارے پاس نہیں ہے پس ایلچی اس لعین نے ناکام پھر کے حقیقت حال
اس لعین بدنہاد سے کہی بمجرد سننے اس حال کے نائرہ غضب ابن زیاد بدنہاد کا مشتعل ہوا
اور مانند رسن سوختہ کے اوپر اپنے پیچ کھا کر آمادہ قتل و محاربہ امام زمان علیہ السلام سے ہوا
اور درپے جمع کرنے لشکر اور سامان لشکر واسطے جنگ حضرت امام زمان علیہ السلام کے ہوا
ابن سعد کے تئین کہ عامل رے و اضلاع اسکے کا تھا طلب کیا تاکہ اسکے تئین مقدمۃ الجیش
لشکر کفار کا کرکے واسطے جدال و قتال امام کونین کے طرف کربلا کے روانہ کرے

ابن سعد نے اولاً اس کام سے استعفا کر کے اپنے تئین یکسو کیا اور چاہا کہ واسطے
مقاتلہ و محاربہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نہ جائے ابن زیاد مایۂ فساد نے اسکے تئین لکھا
کہ ای ابن سعد اور حسین نے خروج کرا ہو واسطے اسکے محاربہ کے جا اور یا حکومت رے سے
دست بردار ہو اور سند رے کی کہ مین نے تجکو دی ہی ہے واپس کر اور خانہ نشین ہو پس ابن سعد نے
دنیا کو دین پر اختیار کر کے استرداد سند حکومت رے کی اور معزولی گوارا نکی اور حکم ابن زیاد
بدنہاد کا قبول کر کے مستعد مقاتلہ و محاربہ امام زمان کا ہوا اور درک اسفل اور جہنم ابدی کو
اپنے لیے خرید کیا پس مع لشکر اشقیا وہ ناسعید طرف کربلا کے روانہ ہوا اور ابن زیاد
خسران نہاد پے در پے فوجین واسطے کمک اس ناسعید کے بھیجتا تھا یہانتک کہ ابن سعد شقی
مع جمعیت بائیس ۲۲ ہزار سوار و پیادہ ساتوین محرم کو کربلا مین پہونچا اور درمیان لشکر امام حسین
علیہ السلام اور درمیان فرات کے حائل ہوا اور لشکر اشقیا کو کنارے فرات کے اوتارا اور
لشکر امام زمان علیہ السلام کو پانی فرات سے منع اور عرصہ اوپر جناب سید الشہدا اسکے
تنگ کیا یہانتک کہ یاران و موالیان صغار و کبار و اہلبیت اطہار ساقی کوثر شفیع روز محشر کے
ایک قطرہ پانی کو محتاج اور تشنگی سے بیتاب ہوئے اور دل و سینہ بریان و کباب ہوا یہ حالت
معاینہ کر کے یزید ہمدانی نے کہ لشکریان امام کونین علیہ السلام سے تھے امام مظلوم علیہ السلام
عرض کی کہ اگر حکم ہو نزدیک ابن سعد کے جا کر اجازت پانی کی لون آنحضرت علیہ السلام نے
ارشاد کیا کہ اختیار ہے یزید ہمدانی امام مظلوم علیہ السلام سے اجازت لیکر نزدیک
ابن سعد کے آئے اور سبقت سلام کہ شعار اہل اسلام کا ہے ابن سعد پر نہ کی اسنے
یزید ہمدانی سے پوچھا کہ ای برادر ہمدانی تو نے ترک سلام کا کیون کیا آیا مین مسلمان
نہین ہون اور آیا مین خدا اور رسول صلعم کو نہین جانتا ہون یزید ہمدانی نے کہا واسطے اوسکے

اسلام تیرے سے کہ دعویٰ مسلمانی کا کرتا ہے اور خروج ابن رسول اللہ اور اولاد بتول پر کیا ہے
اور واسطے قتل انکے کمر باندھی ہے اور تشنہ خون انکا ہوا ہے فرات دریا ہے کہ اسکو سگ و خوک
وطیور و بہائم اس سے پانی پیتے ہیں اور حسین بن علی علیہ السلام و برادران و فرزندان
اہلبیت عصمت وطہارت کے تشنہ وجان بلب ہیں اور تو پانی فرات سے انکو منع کرتا ہے اور
پھر کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور دعویٰ اسلام کا کرتا ہے ابن سعد شقی نے یہ سنکر کہا کہ اے
یزید ہمدانی یہ سب تو سچ کہتا ہے لیکن کیا کروں کہ دل میرا نہیں چاہتا کہ حکومت رے و اضلاع
اسکی چھوڑے پس یزید ہمدانی نے اس شقی بدبخت سے یہ جواب سنکر حقیقت حال کی
حضرت امام کونین علیہ السلام سے عرض کی اور ہم پہلو اسکے ایک حکایت صحیح بخاری اور
ترمذی میں مروی ہے کہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ایک شخص نے اہل عراق سے حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ طہارت خون پشے کا پوچھا حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا
سبحان اللہ اہل عراق طہارت خون پشے سے سوال کرتے ہیں اور حال آنکہ فرزند رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا اور خون آپکا حلال جانا اور میں نے اپنے کان سے
سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے وَہُمَا رَیحَانَتَانِ مِنَ الدُّنیَا یہ دونوں
یعنی حسن و حسین دو ریحان ہیں دنیا سے۔ راویان اخبار صحیح روایت کرتے ہیں کہ جبکہ لشکر
اشقیا آمادہ جنگ و جدال امام مظلوم علیہ السلام سے ہوا حضرت امام مظلومان علیہ السلام نے
اپنے مقام سے باہر آکے روبروے ان اشقیا کے کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنائے الٰہی کے
خطاب طرف لشکر اشقیا کے کرکے فرمایا کہ اے مردمان دیکھو کہ میں کون ہوں اور نسب میرا
کیا ہے اور اپنے دلوں میں تامل کرو اور انصاف کرکے کہو کہ تمکو قتل و ہتک حرمتی میری درست ہے
یا نہیں اور آیا میں بیٹا بیٹی تمہارے نبی کا نہیں ہوں اور فرزند پسر عم رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہین ہون آیا حضرت حمزہ سید الشہدا عم میرے نہین ہین اور آیا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کے حق مین سید ا
شباب اہل الجنۃ نہین فرمایا اور اور فضائل ومناقب بھی آنحضرت علیہ السلام نے
اپنے روبرو اُن اشقیا کے بیان فرمائے اور حجت اُنپر تمام کی اور روایت صحیح مین وارد
ہوا ہے کہ جبکہ لشکریان ابن سعد نے پانی فرات کا آنحضرت علیہ السلام کے لشکر پر بند کیا
اور حال اہلبیت طہارت ونبوت کا تنگ ہوا جناب امام مظلومان علیہ السلام نے
ابن سعد شقی کو لکہا کہ ابن سعد تین باتون سے ایک کو اختیار کر یا مجکو اجازت دے
کہ مین مکہ کو جاؤن یا مجکو مطلق العنان کر کہ مین اور کسی شہر کی طرف روانہ ہون
یا مجھے طرف یزید کے بھیج کہ مین اُس سے گفتگو کرون ابن سعد شقی نے کہا کہ آپ تامل
فرمائیے مین ابن زیاد کو لکھتا ہون جو وہاں سے جواب اُسکا آویگا عمل کرونگا پس جبکہ ابن سعد
شقی نے ابن زیاد مایۂ فساد کو یہ مضمون لکہا اُس جہنمی بدبخت نے ابن سعد کو جواب لکہا
اگر حسینؑ بیعت یزید کی اختیار کرین تو بہتر والا اُنکو قتل کر اور مین نے تجکو جنگ کے واسطے
بھیجا ہے نہ صلح کے چاہیے کہ ہنگامہ قتال کا گرم کر والا بجاے تیرے دوسرا بھیجا جائیگا
پس جبکہ یہ نامہ ابن زیاد بدنہاد کا ابن سعد شقی کے پاس آیا اوسیوقت اُس ملعون نے
لشکر اشقیا کو درست کرکے آمادہ قتال کا ہو کر کہا کہ ای حسینؑ مین نے بہت چاہا کہ آپ
بیعت یزید کی کیجیے اور مین آپکے خون مین مبتلا نہون لیکن یہ کام سرانجام نہوا اب مستعد
جنگ کے ہو جیے روایت صحیح مین آیا ہے کہ جبکہ لشکر ابن سعد شقی نے پانی فرات سے
حضرت امام مظلوم کے لشکر کو منع کیا اور امام زمان علیہ السلام کا خیمہ ریگستان مین تھا
کنوین اُس جا پر کہودے سنگریزہ تک سراغ پانی کا نہ لگا اہلبیت نبوت اور یاران موالیان

ہووے اب تشنگی سے بیتاب ہوئے خشکی کام سے کیو طاقت گفتار کی نہ رہی سب لوگ
باشارہ بات کہتے تھے اور تیمم سے نماز ادا کرتے تھے پس جبکہ بے طاقتی عورتوں اور لڑکیوں کی
حد سے تجاوز کر گئی جناب امام مظلوماں علیہ السلام نے حضرت عباس بن علی کو ہمراہ
چند آدمیوں کے واسطے لانے پانی کے طرف فرات کے روانہ کیا لشکر اشقیا پانی تک پہنچنے
مانع آئے حضرت عباس کو مجروح اور ہمراہیوں کو قتل کیا حضرت عباس زخم کاری کھا کے
امام مظلوم علیہ السلام کی خدمت میں پہونچے اور زبان حال سے کہتے تھے کہ بجز آب
شمشیر کے پانی نصیب نہوگا اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ خیمہ سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا
ریگستان میں استادہ تھا ایک شخص نے آپکی خدمت میں آنکر دیکھا کہ امام مظلوم علیہ السلام
مشغول بتلاوت قرآن ہیں اور اشک چشم مبارک سے جاری ہیں اس شخص نے
حضرت علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیونکر آپ وارد اس جا کے ہوئے حضرت علیہ السلام نے
فرمایا کہ کوفیوں نے نامے لکھکر اور قاصد بھیجکر ہمکو بلوایا اور اب تشنہ ہمارے خون کے
ہوئے ہیں اور اکثر لشکر اشقیا میں وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے بیعت کی ہے ترجمہ
صواعق محرقہ میں مذکور ہے کہ جبکہ امام مظلوم علیہ السلام پہ سختی گذری نصیحت اپنے بھائی
یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام کی یاد فرما کے زار زار گریہ کرتے تھے کہ حضرت امام حسن
علیہ السلام نے وقت رحلت کے یہ فرمایا تھا کہ اے حسین سفہاے کوفہ اور انکے اعوان
انکے سے پرحذر رہنا اور اوپر قول ان لوگوں کے خروج نہ کرنا باعث خفت اور پشیمانی
تیری کا ہوگا ترجمہ طبری میں مذکور ہے کہ حضرت امام کوفہ میں پیشواے وارد ہوئے خیمہ میں
تشریف فرما ہوئے اور حرم محترم اور اہلبیت نبوت و طہارت کو نصیحت فرمائی اور حکم صبر کا فرمایا
عورتیں گریہ کرنے لگیں آنحضرت علیہ السلام نے عورتوں کو گریہ سے منع فرمایا اور کلمہ مبارک

طرف آسمان کے کی اور فرمایا خداوندا تو جانتا ہے کہ ان لوگون نے بیعت مجھسے کی اور عہد اپنا توڑا
خداوندا تو انصاف اسکا کر بعد اسکے مردان ہمراہی کو طلب کر کے سب کو جمع کیا اور فرمایا کہ جو حق
کہ تمپر مجھ تھا اسے ادا کیا اور بشرط مودت کی بجا لائے تم لوگ تھوڑے ہو اور اعدا بہت ہین مینے
تمکو اپنی بیعت سے باہر کیا تمکو اختیار ہے جس طرف چاہو جاؤ اور مین اپنی زندگی سے ناامید
ہوا ہون سبھون نے باالاتفاق عرض کیا کہ یہ ہرگز نہوگا کہ آپکو اس روز سیاہ مین دست
اعدا مین چھوڑکے جان اپنی سلامت لیجائین خدا سے قیامت کو آگے آپکے جد کے کیا عذر کرینگے
ہم سب لوگ اپنی جان آگے آپکے فدا کرینگے شعر گر دست دہد ہزار جانم در پاے مبارکت
فشانم پس ہمراہیان امام مظلوم علیہ السلام نے کمر ہمت کی چست باندھی اور ہاتھ اپنی
زندگی سے دھوکر منتظر شہادت کے بیٹھے اور لشکر اشقیا مقابل مین آکر مستعد کارزار ہوا
پس جبکہ امام مظلومان علیہ التحیۃ والثنا نے بیقین دریافت کیا کہ لشکریان ابن سعد شقی کے
ترحم سے باز رہینگے اور بے قتل کیے مجھے نچھوڑینگے اپنے یاران وموالیان کو حکم دیا کہ مستعد
جنگ کے ہون اور داد شجاعت دیکر کسب شہادت کا کرین اور حکم فرمایا کہ گرداگرد خیمہ گاہ کے
مشابہ خندق کے کھودین پس یاران آنجناب علیہ السلام نے بموجب حکم شریف کے گرداگرد
لشکر اسلام کے شبیہ خندق کی کھودی اور ایک راہ اپنے جانے آنے کے واسطے رکھی پس جبکہ
ہمراہیان امام مظلوم علیہ السلام نے یہ سامان کیا سواران ابن سعد شقی کے خیمہ گاہ حضرت
امام مظلومان علیہ السلام کا چار طرف سے گھیر کر آمادہ جنگ وجدال کے ہوئے سامعان حال
امام مظلوم پر پوشیدہ نرہے کہ جبکہ دسوین تاریخ محرم الحرام کی پہنچی اور صبح عاشور افق مشرق
مصیبت سے عیان ہوئی ابن سعد شقی نے اپنے لشکر ضلال کو آراستہ کیا اور اشقیا جور وجفا کے
صفین مقابلہ لشکر اسلام کے باندھین جناب امام مظلومان علیہ السلام نے بعد ادا کرنے نماز

نماز صبح کے ناقہ پر بیٹھکر واسطے قطع حجت کے روبرو لشکر کفار کے خطبہ بلیغ پڑھا بعد فراغت
حمد خدا و نعت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطاب طرف اعدا کے کر کے ارشاد کیا
کہ اے لوگو نہین دیکھتے کہ ترسایان یعنی نصارا انشان سم خر حضرت عیسے کا تعظیم کرتے ہین
اور جہودان یعنی یہود اگر کہین کوئی نشان حضرت موسیٰ کا پاتے ہین اسکو عزیز رکھتے ہین
اور مین بیٹا بیٹی پیغمبر تمہارے کا ہون کہ میرے قتل پر تم لوگون نے ناحق باندھی ہی اور
تم لوگ کیا نہین جانتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اپنا بیٹا کیا ہی
اور مجھے عزیز رکھا ہی اور میری طرح اور شباہت کی ہی آیا مین نے کسی کا خون کیا ہی کہ
درپے قصاص کے ہو یا کسی کا مال میرے ذمے ہی کہ طلب اسکی کرتے ہو یا کوئی مطالبہ
میرے اوپر ہی کہ اسکے واسطے عرصہ میرے اوپر تنگ کیا ہی مین مدینہ منورہ مین اپنے
نانا کی قبر پر بیٹھا تھا مجکو تم لوگون نے وہان رہنے نہ دیا وہانسے مین مکہ معظمہ مین آیا
تم سبھون نے نامے پے در پے واسطے میری طلب کے بھیجے اور قاصد بھیجکر مجکو یہان طلب کیا جب
تمہاری طلب سے مین تم تک پہونچا بعد اسکے تم لوگون نے غدر اور فریب سے نقض عہد
میرے ساتھ کیا پس جبکہ امام مظلوم علیہ السلام نے یہ خطبہ فصیح و بلیغ ان کافرونکے مقابلہ پر
پڑھا ان کافرون مین سے کسی نے جواب نہ دیا پس حضرت امام مظلومان علیہ السلام نے فرمایا
کہ حجت خدا کی اوپر تمہارے ہی اور تمہاری حجت کوئی میرے اوپر نہین ہی پس امام زمان
علیہ السلام ناقہ کو بٹھال کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور صف لشکر اسلام کو آراستہ کر کے
منتظر ہوئے کہ کوئی انمین سے ابتدا جنگ کی کرے روایت ہی کہ ایک مرد لشکریان
ابن سعد ملعون سے عبد اللہ نامے کہ فی الحقیقت وہ عبد الشیطان تھا اپنے گھوڑے کو
جولان دیکر میدان وغا مین آیا دیکھا گرد اگرد خندق مین آگ روشن ہی تا کہ کوئی اجنبی

اندر خیمہ شریف کے آنے سکے اُس ملعون نے کہا کہ اے حسین بشارت ہو جیو تیرے تئین سماتھ آگ دنیا کے قبل آتش آخرت کے جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے اُس ملعون کے حق مین دعا بد کی فی الفور اُس ملعون کے گھوڑیکا پاؤن گڑھے مین پڑا پس اُس گھوڑے نے اُسکو خندق مین ڈال دیا آخر کو وہ ناری اوسی آتش مین جل گیا بعد اُسکے دونن نے اور لشکر کفار سے آنکر مبارز طلب کیا لشکر شاہ شہیدا نسے دو تن نے مقابل ہو کر اُن دو ناریونکو جہنم واصل کیا روایان جگر سوز و مخبران غم اندوز یون روایت کرتے ہین کہ جبکہ کوئی مرد لشکر کفار سے آنکر مبارز طلب کرتا امام مظلومان علیہ السلام خود بنفس نفیس قصد پیش قدمی کا کرتے آپکے موالیان اور ہمراہیان آپکو چھوڑتے کہ آپ لڑائی کے لیے تشریف لیجائین آور موالیون اور ہمراہیون نے امام زمان کی خدمت مین عرض کیا کہ جبتک کہ ہم مین سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپکو ہم مقابل کفار کے واسطے لڑنے کے نہ جانے دینگے الحاصل لشکریان ابن سعد ملعون کو بالجزم معلوم ہوا کہ ہمراہیان امام حسین کے مستعد اور آمادہ شہادت کے ہین مقابلہ فرادی فرادی کی بحدہ برائی مشکل ہی لہذا بمقابلہ ایک مبارز لشکر امام علیہ السلام کے ہجوم کرکے صد ہا تیر باران کرتے تھے کہ وہ مبارز زندہ پھر نہ آتا تھا بلکہ اُسی جا پر شہید ہوتا تھا پس اسی نہج پر شہید ہوئے لشکریان امام مظلوم سے پچاس سے زیادہ مبارز پس اُس اضطرار مین فریاد کی امام مظلوم علیہ السلام نے باواز بلند کہ آیا ہی کوئی فریادرس کہ اِس وقت مصیبت مین ہماری فریاد کو پہونچے واسطے خدا کے آیا ہی کوئی دفع کرنے والا کہ دفع کرے اِن لعینونکو حرم محترم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سامعان اخبار امام مظلوم پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہ فریاد اور استغاثہ امام علیہ السلام کا فقط واسطے اتمام حجت کے تھا تاکہ معلوم ہو کہ کسی نے مدعیان اسلام سے شریک مصیبت امام مظلومان

علیہ السلام کے ہوکر سعادت کونین حاصل نہ کی تھی جبکہ امام مظلوم نے استغاثہ کیا اور آواز فریاد کی امام مظلومان سے حالت اضطراری مین بلند ہوئی حُر بن یزید ریاحی نے بیکسی جناب امام مظلوم سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی دیکھکر بسبب توفیق سعادت ابدیہ کے اطاعت ابن سعد لعین سے کنارہ کش ہوکر اور بجہت سائق عنایت سرمدیہ کے رفاقت یزید پلید سے انحراف کر کے بیچ خدمت امام ہمام قدوۂ انام علیہ السلام کے پہونچکر پابوسی آنحضرت سے بہرہ اندوز ہوکر عرض کی کہ مین جیسا پہلے آیا تھا آپکے قتل کے واسطے اُسی طرح پر مین اب آیا ہون کہ سابقین ناصرین آپکا ہون ارشاد ہو کہ جان اپنی آپکی ہوا خواہی مین نثار کرون اور فردا سے قیامت کو نقد شفاعت آپکے جد امجد کے دست ایمان مین لاؤن یہ عرض کی اور ہمراہ بھائی اور بیٹے اور غلام کے لشکر کفار پر عرصہ کارزار کا گرم کیا اور اسقدر مقاتلہ اور محاربہ اُن اشقیا سے کیا کہ بہت سے اُن اشقیا کو جہنم واصل کیا آخر کار شادان و فرحان منزل فردوس مین پہونچا مجملاً جبکہ یاران و موالیان لشکر امام مظلومان علیہ السلام کے ایک ایک اوشجاعت کی میدان جنگ مین دیکر جان عزیز اپنی کو فدائے نواسۂ فرزند رسول خدا و اہلبیت مصطفٰے کے کر چکے اور سوائے تن چند عزیزان و قریبا کے کوئی لشکر امام مظلوم علیہ السلام مین باقی نرہا جناب امامت مآب حضرت شاہ شہیدان نے فرمایا کہ اب نوبت میری ہی اور قصد کیا کہ خیمۂ شریف سے باہر آنکر متوجہ لشکر کفار کے واسطے کارزار کے ہون یہ حال معائنہ کر کے برادران و برادر زادگان و سائر عزیزان نے فریاد کی کہ جبتک ہم مین سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپکو واسطے کارزار کفار کے جانے نہ دینگے پس جبکہ سخت ہوا قتال اور نائرۂ جدال کا فلک پر پہونچا شہید ہو گئے سب یاران اور فرزندان و برادران و عمزادگان امام مظلوم علیہ السلام کے اور باقی رہگئے حضرت امام مظلومان تن تنہا پس آنجناب علیہ السلام سیف مسلول و دست مبارک مین لیکر ذوالجناح پر سوار ہوکر متوجہ لشکر اشقیا کے ہوے

اور زبان بلاغت ترجمان سے یہ اشعار آبدار فرمائے نظم انا ابن علی الخیر من آل ہاشم ٭ کفانی بہذا مفخر حین افخر ٭ وجدی رسول اللہ اکرم من مشی ٭ ونحن سراج اللہ فی الارض یزہر ٭ وفاطمۃ امی سلالۃ احمد ٭ وعمی سیدی یدعو الجناحین جعفر ٭ وفینا کتاب اللہ انزل صادقا ٭ وفینا الہدی والوحی والخیر یذکر ٭ ترجمہ بودہ ام ابن علی از آل ہاشم با وقار ٭ اینقدر کافیست مارا افتخار و اعتبار ٭ جد من باشد رسول اللہ بہتر زان کسے ٭ رفت بر روے زمین ہستم چراغ کردگار ٭ مادرم زہرا است بنت مصطفے وعم من ٭ ذو جناحین جعفر طیار فخر روزگار ٭ درمیان ما کتاب اللہ نازل بودہ است ٭ ذکر حق وحی و ہدایت خیر جملہ یادگار ٭ پس جو شخص کہ لشکر اشقیا سے مقابل ہوتا آنحضرت علیہ السلام اسکو جہنم واصل کرتے یہانتک کہ جم غفیر و جماعہ کثیر ضرب شمشیر سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا سے درک اسفل مین گئے تزلزل عجیب ولغزش غریب فوج اعدا مین ظاہر ہوئی اور عرصہ کارزار کا اعدا پر تنگ ہوا آخر کار ان اشقیا نے عاری ہوکر دور سے شاہ شہیدان پر تیر باران کیا القصہ جبکہ لشکریان ابن سعد ملعون کے تاب مقاتلہ و محاربہ جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی نہ لاسکے شمر بد پیکر نے حیلہ دور کیا یعنی حائل ہوا وہ ملعون شقی مع لشکر کے درمیان امام مظلوم علیہ السلام اور درمیان حرم محترم آپکے اور ہاتھ تعرض کا ساتھ اہلبیت طہارت کے دراز کرنے کا قصد کیا یہ حال معائنہ فرماکے امام مظلومان سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے طرف ان کفار و کے نعرہ کیا کہ ویحکم یا شیعۃ الشیطان ہین تم لوگونسے مقاتلہ کرتا ہون یہ کیا نامردی ہے کہ تم عورتون بیگناہ سے تعرض کرتے ہو بمجرد سننے اس نعرے ہیبت ناک کے شمر بد پیکر نے تعرض حریم سراپردہ عصمت و طہارت سے ہاتھ کھینچا اور مع اپنے شیاطینو نکے متوجہ طرف حضرت امام مظلوم علیہ السلام کے ہوا پس ایک طرف سے جماعت شمر

بد بیکسی کی اور دوسری طرف سے فوج اور اشقیائے امام مظلوم علیہ السلام کو گھیر لیا اور چاروں طرف سے وہ اشقیا حضرت امام مظلوم علیہ السلام پر تیر و نیزہ و تبر برسانے لگے اور اس قدر تیر و نیزہ لاتعد ولا تحصیٰ ان جہنمیوں نے جناب امامت مآب کو ہر طرف سے مارے کہ بدن اطہر و جسم منور جناب امام مظلوم شاہ شہیدان کا زخمہائے کاری تیر و نیزہ بیشمار سے مانند غربال کے مشبک ہوگیا ناگاہ ایک تیر کسی شقی کا ان اشقیا و ملعونین سے حلق مبارک میں لگا کہ اس صدمہ عظیم سے اس تاجدار میدان وغا اور شیر بیشہ ہیجا نے لجام تسلیم و رضا کی دست شجاعت میں لیکر ذوالجناح کی پشت سے زمین شہادت پر گر کر عنان عزیمت کی اس جہان بے ثبات سے یکسو کھینچی اور طائر روح پر فتوح نے قفس جسد پاک سے طرف فردوس بریں کے پرواز کی روایت صحیح میں وارد ہوا ہے کہ یہ سانحہ ہائلہ اور یہ حادثہ ہائلہ بعد زوال آفتاب کے نقطۂ نصف النہار سے کہ اول جز اجزا نماز ظہر کا تھا روز جمعہ کو واقع ہوا گویا کہ یہ ہیئت دال ہے اسپر کہ جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے تکبیر افتتاح کی اوپر پشت ذوالجناح کے باندھی اور رکوع بعد جدا ہونے اسکے پشت سے اور سجدہ بعد پہونچنے زمین شہادت کے ادا کیا اس ہیئت کذائی سے جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے نماز ظہر کی دم واپسین میں بیچ درگاہ معبود حقیقی کے اس نہج پر ادا کی اور بیچ جدا کرنے سر مبارک میں بدن اطہر سے اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جبکہ امام شہدا علیہ التحیۃ والثنا پشت ذوالجناح سے بسبب زخمہائے کاری کے شہید ہو کر زمین شہادت پر گرے قصد کیا نضر بن خرشہ لعین نے کہ سر انور کو بدن اطہر سے جدا کرے پس اس شقی نے قدرت نہ پائی اس شناعت پر پس اترا گھوڑے سے خولی بن یزید ملعون پس جدا کیا سر انور کو بدن اطہر سے اس ملعون شقی نے پس یہ شقاوت ازلی اور یہ شناعت سرمدی ازل میں ناصیہ خولی میں لکھی تھی اگرچہ اس شناعت میں نضر بن خرشہ بھی شریک ہوا

اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ جبکہ تن مبارک کثرت جراحات سہام و رماح سے مانند غربال کے
مشبک ہوا شمر ملعون نے اپنے ہمراہیونکو تحریض کیا کہ باوجود مشبک ہونے بدن اس شخص کے
زخمہاے تیر و نیزہ سے ہنوز زندہ چھوڑتے ہو کہ ناگاہ ایک تیر کسی بدبخت شقی کا ان بجمونہ سے
امام مظلومان علیہ السلام کے کام مبارک مین لگا اس کم بخت کے تیر نے کام حضرت سید الشہدا کا
تمام کیا حضرت امام شہید علیہ السلام پشت ذوالجناح سے زمین شہادت پر گر پڑے اسی حالت مین
شمر نامرد شقی نے ایک شمشیر اوپر روے انور کے حوالہ کی اور سنان بن انس نخعی ملعون نے
پیچھے آنکر حضرت سید الشہدا علیہ السلام کو نیزے سے مجروح کیا خولی بن یزید نے گھوڑے سے
اوترکر قصد کیا کہ سر اطہر کو جسد مبارک سے جدا کرے کہ ہاتھ اس شقی نے لغزش کی شبل بن زیاد
سگ زرد بر اور شغال نے گھوڑے سے اوترکے سر مبارک کو تن پاک سے جدا کرکے
حوالہ خولی کے کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ اس وقت مین خاتمہ آل عبا کا دنیا سے ہوا
اور گلستان پنجتن بیخ و بن سے منقطع ہوا بعدہ جو کچھ کہ ظلم دبیداد ہاتھ لشکریان شمر بدبیگر اور
ابن سعد شقی سے بقیہ اہل عصمت و طہارت و آل طٰہٰ و یٰسین پر ہوے قابل سننے اور
رونے کے ہین پس جبکہ سر مبارک حضرت امام شہیدان علیہ السلام کا تن اطہر سے جدا کیا
اور شجرۂ رسالت اور دوحۂ نبوت کو تیشۂ ظلم سے کاٹ ڈالا ایک روایت مین ہی کہ قیس
بن اشعث لعین نے پیراہن تن اطہر سے کھینچا اور حبیب بن بدیل شقی نے شمشیر آپکی لی اور
شمر بداختر نے مع ہمراہیونکے قصد خیمۂ اہلبیت عصمت و طہارت کا کیا اور جو اسباب مال کہ
خیمہ مین تھا تاراج کیا علی بن الحسین یعنی سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کہ
بستر بیماری پر پڑے تھے جبکہ نظر شمر شقی کی آپ پر پڑی اس لعین نے چاہا کہ آپکو قتل کرے
ایک شخص نے ہاتھ اس لعین کا پکڑ لیا اور کہا مسلمان اطفال کفار کو نہین مارتے تو اس

لڑکے مسلمان کو کیوں مارتا ہی شمر شقی نے جواب دیا کہ امیر یعنی ابن زیاد مایہ فساد نے کہا ہی
کہ کوئی نرینہ آل عبا سے باقی نہ رہے اُس شخص نے کہا کہ ان سبھونکو امیر کے پاس بھیجنا چاہیے
جو کچھ اُسکی مرضی ہوگی کریگا بعد اسکے ابن سعد علیہ اللعنۃ والعذاب نے حکم دیا کہ گھوڑے
اوپر جسد اطہر امام مظلوم علیہ السّلام اور سائر شہدا کے دوڑائے جائیں چنانچہ بموجب حکم اُس
لعین کے بیس سواروں نے جسم شریف و عنصر لطیف کو پامال گھوڑونکا کیا یہانتک کہ اُستخوان
تن مبارک کے ریزہ ریزہ ہو گئے اور سر اطہر اور سر تمام شہدا کے نیزہ پر چڑھا لیے اور بارہ
لڑکے بنی ہاشم کے اور سب عورتیں اہلبیت عصمت و طہارت کے تئیں قید کر کے
اونٹ بے پردہ پر سوار کر کے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کہ بیمار تھے ایک
اونٹ پر ڈال کر مع سر مبارک کے ہمراہ بشیر بن مالک و خولی بن یزید کے کوفے کو
نزدیک ابن زیاد بدنہاد شقی کے روانہ کیا اور ابن سعد لعین نے ایک روز کربلا میں
مقام کر کے اپنے مقتولان جہنمیہ نکو دفن کیا اور جسد اطہر امام شہیدان اور سائر شہدا کا
تین شبانہ روز میدان کربلا میں پڑا رہا اور کسی نے دفن نہ کیا اور سباع نے بحکم کردگار عالم
پاسبانی لاشونکی کی پس مردم عامریہ نے کہ قریہ ہی کنارے فرات کے جمع ہو کر جسد مبارک
سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کو ایک قبر میں اور شہدائے بنی ہاشم کو آپکے
جنب میں اور باقی شہدا کو ایک جا دفن کیا

اسما شہدا کے کہ ہمراہ امام زمان علیہ السّلام کے معرکۂ کربلا میں شہید ہوئے

مجملاً بیان کیا جاتا ہی پنج تن از برادران سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا عباس بن
علی و عثمان بن علی و محمد بن علی و عبد اللہ بن علی و جعفر بن علی و سہ تن از فرزندان
امام حسن علیہ السّلام قاسم بن حسن و عبد اللہ بن حسن و عمر بن حسن اور بعضی روایتوں میں

ابو بکر بن حسن وو دو تن از فرزندان سید الشہدا علیہ السلام علی اکبر کہ ساتھ پدر بزرگوار کے معرکہ کارزار میں شہید ہوے و عبد اللہ کہ انکو علی اصغر بھی کہتے ہیں ایام شیر خوارگی میں صدمہ تیر ایک شقی اشقیا فوج کفار سے کہ اوپر حلق معصوم کے پہونچا بیچ گود امام مظلومان علیہ السلام کے شہید ہوے و محمد و عون دو تن از پسران عبد اللہ بن جعفر بن ابیطالب و عبد اللہ و عبد الرحمن و جعفر از پسران عقیل بن ابیطالب پس یہ سب مع امام مظلومان شاہ شہیدان علیہ السلام کے سترہ یا اٹھارہ تن خیار اہلبیت عصمت و طہارت سے بیچ معرکہ کربلا کے ہمراہ رکاب جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے شہید ہوے اور اولاد صحابہ مہاجرین و انصار بھی کہ ہمراہ رکاب جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے تھے شہید ہوئی اور حضرت علی اوسط کہ لقب آپکا امام زین العابدین تھا واقعہ ہائلہ کربلا میں بہت بیمار و نہایت نزار تھے بعد شہادت علی اکبر کے بیچ خدمت امام آل عبا کے حاضر ہوکر عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ان اشقیا ؤں سے جنگ کرکے روبروے جناب اقدس کے شرف شہادت سے مشرف ہوں امام مظلومان علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فرزند تو یادگار رسول خدا و بقیۃ آل عبا کا ہے اگر کاش تو شہید ہو جائیگا تو نسل رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دنیا سے بالکلیہ منقطع اور دودمان رسالت بیچ و بن سے کندہ ہو جائیگا اور ابھی بہت حساب تجھے باقی ہیں لازم ہے کہ تجھے میرے دشمنوں سے محاربہ نکرنا اور ہمیشہ صابر اور شاکر رہنا اولاد شریف حضرت سید الشہدا علیہ السلام میں اختلاف ہے ابن جوزی میں مذکور ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین بیٹے تھے مسمی بہ علی اکبر و علی اصغر و جعفر اور دو بیٹیاں فاطمہ و سکینہ اور ابن الاخضر نے بیچ معالم العترت کے لکھا ہے کہ حضرت کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں مسمی عبد اللہ کو ان تین صاحبزادوں

زیادہ کیا ہی اور حافظ محب الدین ابو العباس نے ذخائر عقبیٰ مین لکھا ہی کہ اولاد حضرت امام زمان
علیہ السلام کی نو تھین چھہ بیٹے اور تین بیٹیان دو بیٹے مسمیٰ علی اوسط و محمد اور ایک بیٹی مسمیٰ
زینب کو زیادہ کیا ہی اور نزدیک بعض علما کے علی اصغر لقب امام زین العابدین علیہ السلام کا ہی اور
بعض حضرت کو علی اوسط کہتے ہین اور حال محمد و جعفر کا معلوم نہین ہی شاید کہ قبل سن بلوغ کے
وفات فرمائی ہو اور باقی صاحبزادون سے فقط حضرت امام زین العابدین علیہ السلام باقی
رہگئے حق تعالےٰ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپکی اولاد شریف مین اتنی برکت دی
کہ تمام عالم آپکی اولاد امجاد سے پر ہی اور قیامت تک زمانہ اس فیض اور برکت سے خالی نہ رہیگا
آبا و اجداد کاتب الحروف کی بھی اولاد آنحضرت علیہ السلام سے ہین چنانچہ فقیر نے تھوڑا سا حال
اپنے اجداد کا رسالۂ بیعت مین بیان کیا ہی اور خاتم المحدثین عمدۃ المفسرین استاد استادنا
شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ نے بعض مکاتیب مین حضرت خاتم آل عبا علیہ السلام کی
اولاد امجاد کا حال بیان فرمایا ہی ترجمہ اُس مکتوب شریف کا واسطے زیادتی اہتمام کے
اس رسالہ مین لکھا گیا حضرت امام حسین علیہ السلام جسوقت کہ کربلا مین تشریف فرما ہوے
ہمراہ آپکے تین صاحبزادے تھے علی اوسط امام زین العابدین کہ اسوقت مین بیمار تھے علی اکبر
کہ سن آپکا اٹھارہ برس کا تھا معرکۂ کربلا مین شہید ہوے تیسرے صاحبزادے کے
نام مین اختلاف ہی بعضے عبد اللہ اور بعضے علی اصغر کہتے ہین یہ بھی ایام شیر خوارگی مین
شہید ہوے حضرت امام علیہ السلام نے غلبۂ تشنگی سے آپکو گود مین لیا اور زبان
مبارک اپنی واسطے تسکین کے منہ مین دی کہ ناگاہ جانب اشقیا سے ایک تیر حلقوم
معصوم مین پہونچا اُس صدمے سے آپنے پدر بزرگوار کی گود مین جان دی اور ایک
صاحبزادی مسمیٰ سکینہ ہمراہ تھین اور [illegible] تھین حضرت قاسم کے ساتھ [illegible]

سن آپکا سات برس کا تھا اور روایت نکاح کی اسوقت بھی محض غلط ہی اسوقت بھی فرصت
ایسی کام کی نہتی اور جو یہ مشہور ہی کہ حضرت سکینہ نے راہ شام مین انتقال فرمایا یہ بھی غلط
محض ہی اسواسطے کہ آپ مدت تک زندہ رہین اور مصعب بن زبیر کی منکوحہ ہوئین اور زبیر
عمزادہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی کرم اللہ وجہہ کے تھے و دختر کلان حضرت
امام علیہ السلام کی کہ فاطمہ صغرےٰ نام تھا ہمراہ اپنے شوہر کے کہ حسن مثنی بیٹے امام حسن کے تھے
مدینہ منورہ مین رہین دشت کربلا مین ہمراہ امام علیہ السلام کے نہین آئین اور نام مادر حضرت
امام زین العابدین کا شہربانو ملقب بشاہ زنان تھا بیٹی یزدجرد بن خسرو پرویز بن ہرمز بن
نوشیروان کی اور نام مادر علی اکبر کا لیلیٰ تھا دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود کہ سردار بنی ثقیف کا تھا
اور نام مادر سپہر سوم کہ شیرخوارہ تھے یاد نہین ہی اسقدر معلوم ہی کہ عرب سے تھین نسل
بنی قضاعہ سے اور نام مادر سکینہ کا رباب تھا دختر امرا القیس بن عدی کی کہ بنی کلاب سے تھی
اور سب ازواج سے حضرت امام علیہ السلام رباب کو بہت دوست رکھتے تھے اور نزدیک
امام علیہ السلام کے انکی عزت بہت تھی چنانچہ اس مقدمہ مین آپنے شعر بھی فرمایا ہی شعر
لعمری اننی لاحب ارضا ۞ یحل بہا سکینۃ والرباب ۞ یعنی قسم ہی جان اپنی کی کہ مین اُس
زمین کو دوست رکھتا ہون کہ رباب و سکینہ وہان بیٹھین اور منزل کرین اور نام مادر
فاطمہ صغری کا کہ دختر کلان حضرت امام علیہ السلام کی تھین اور مدینہ منورہ مین رہین تھین
ام اسحق تھا بیٹی حضرت طلحہ کی کہ ایک وہ یار بہشتی سے مشہور و معروف ہین و حضرت امام
محمد باقر اسوقت مین چار سال کے تھے اسواسطے کہ قبل واقعہ کربلا کے کہ سن اکسٹھ ہجری مین
واقع ہوا چار سال پہلے سن ستاون ہجری مین پیدا ہوے تھے اور تمام ازواج امام
علیہ السلام سے ہمراہ آپکے معرکہ کربلا مین شہربانو اور مادر سپہر سوم شیرخوارہ کی تھین اور

حال دوسری ازواج کا معلوم نہیں کہ اس وقت میں زندہ تھیں یا مردہ اور فرزندان حضرت
امام حسن علیہ السلام کے کہ ہمراہ آپکے شہید ہوئے چار تن تھے حضرت قاسم و عبد اللہ
و عمر و ابو بکر اور فرزندان حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے پانچ تن تھے حضرت
عباس بن علی و عثمان بن علی و محمد بن علی و عبد اللہ بن علی و جعفر بن علی یہ سب ہمراہ حضرت
علیہ السلام کے شہید ہوئے اور عباس بن علی کہ علمدار تھے مزار حضرت امام علیہ السلام سے
کربلا میں دو تین تیر پرتاب پر روضہ آپکا جدا ہے اور شہدائے کربلا حضرت کے روضہ مبارک میں
دفن ہیں اور فرزندان حضرت عقیل سے حضرت مسلم قبل تشریف لانے حضرت امام علیہ السلام
کے کربلا میں تیسری تاریخ ذالحجہ کو سن ساٹھ ہجری میں کوفہ میں شہید ہوئے اور انکو حضرت
امام علیہ السلام نے پہلے سے طرف کوفہ کے روانہ فرمایا تھا کہ وہاں کوفہ سے قول و قرار
مستحکم لیکر اطلاع کریں اور دو بیٹے حضرت مسلم کے ہمراہ آپکے شہید ہوئے محمد و ابراہیم نام
و عبد اللہ و عبد الرحمن و جعفر پسران عقیل بن ابیطالب کے کہ ہمراہ تھے شہید ہوئے اور
فرزندان عبد اللہ بن جعفر طیار بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دو بیٹے ہمراہ تھے
شہید ہوئے محمد و عون نام اور دونوں خواہر زادہ حقیقی امام علیہ السلام کے تھے اور ماں
ان دونوں کی حضرت زینب دختر علی کرم اللہ وجہہ کی تھیں بطن بتول رضی اللہ عنہا سے
اور ساتھ عبد اللہ بن جعفر طیار کے نکاح ہوا تھا اور حضرت امام زین العابدین و عمر بن
الحسن و محمد پسر عمر بن علی اور دوسرے صاحبزادے صغیر السن قید ہو گئے اور حضرت
زینب خواہر حقیقی حضرت امام علیہ السلام کی اور شہر بانو زوجہ امام علیہ السلام و حضرت
سکینہ دختر امام علیہ السلام و دیگر زنان اہلبیت عصمت و طہارت کہ ہمراہ امام علیہ السلام
کے تھیں طرف بلاد شام کے قید ہو گئیں منتہی ہوا ترجمہ مکتوب شریف کا الحاصل

بعد شہید ہوئے خاتم آل عبا علیہ السلام اور ذریات طاہرات اور یاران و موالیان کے
اور اسیر ہوئے اہلبیت عصمت و طہارت کے نمونہ عذاب الٰہی کا نمودار ہوا چنانچہ خارج کیا ہے
بیہقی اور ابونعیم نے بصرۃ الازدیہ سے کہ کہا بصرہ نے کہ جسوقت شہید ہوئے حضرت
امام حسین علیہ السلام خون برسایا آسمان نے پس صبح کی ہمنے حال آنکہ خمہا و سبو ہمارے
اور دوسرے ظرف پر تھے خون سے اور خارج کیا ہے بیہقی اور ابونعیم نے زہری سے کہا زہری نے
کہ پہونچی میرے تئین یہ بات کہ جسدن شہید ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام نہ منقلب
کیا جاتا تھا کوئی پتھر بیت المقدس کا مگر حال آنکہ پایا جاتا تھا دم غلیظ نیچے اُسکے اور خارج
کیا ہے بیہقی نے ام حبان سے کہا ام حبان نے جسدن کہ شہید کیے گئے حضرت امام حسین
علیہ السلام تاریک ہوگئی اوپر ہمارے دنیا تین روز اور نہیں ملتا تھا کوئی ہم میں سے
زعفران کے تئین اوپر منہ کے مگر حال آنکہ جلجاتا تھا منہ اُسکا اور نہ منقلب کیا جاتا تھا
کوئی پتھر بیت المقدس کا مگر درحالیکہ پایا جاتا تھا دم غلیظ نیچے اُسکے اور خارج کیا ہے بیہقی نے
علی بن مسہر سے کہا علی بن مسہر نے کہ کہا مجھسے دادی میری نے کہ تھی میں دن قتل حضرت
امام حسین علیہ السلام کے نوجوان پس تھا آسمان کہ رویا اُنکے اوپر چند روز اور بیچ
سو آسمان حال امام مظلوم علیہ السلام کے پوشیدہ نہ رہے کہ بہت روایات صحیحہ سلف سے
اوپر رونے آسمان کے حضرت امام مظلومان علیہ السلام پر منقول ہیں چنانچہ ابن جوزی نے
ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ دن قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین دن تک
دنیا تاریک رہی بعد اُسکی سرخی آسمان پر ظاہر ہوئی اور ثعلبی سے منقول ہے کہ آسمان اوپر
حسین علیہ السلام کے رویا اور نشان اُسکے گریہ کا سرخی اُسکی ہے اور روایت میں آیا ہے
بعد قتل امام مظلوم علیہ السلام کے آسمان سرخ رہا اور ابن سیرین سے

روایت ہے کہ سرخی شفق کی کہ کنارے آسمان کے محسوس ہے بعد قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے
حادث ہوئی اور قبل اسکے اسطرح کی سرخی نہ تھی اور ابن سعد سے مروی ہے کہ سرخی شفق کی
آسمان پر قبل قتل شاہ شہیدان کے مرئی و محسوس نہ تھی اور ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حکمت
سرخ ہونے آسمان کی یہ ہے کہ وقت عارض ہونے غضب کے خون جوش مین آتا ہے اور باعث
سرخی چہرہ کا ہوتا ہے اور چونکہ ذات باری تعالے کی منزہ ہے جسم سے پس نشان غضب کا بذریعہ
سرخی کنارے آسمان کے ظاہر ہوا تاکہ یہ سرخی شفق کی دلیل واضح ہوا وپر عظمت معصیت
قاتلان حضرت امام علیہ السلام کے اور باعث ظہور رنگ غضب الٰہی کا ہوا وپر آپکے قاتلوں کے
اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ بعد شہید ہونے حضرت خامس آل عبا سید الشہدا کے
سات روز تک آسمان نے گریہ کیا اور اسکا گریہ اس مرتبہ کو پہونچا کہ سرخی آسمان سے
دیوارین اور عمارتین سرخ ہوگئین تھین اور کواکب اسقدر گرے کہ باہم ملجاتے تھے
اور دن شہادت خامس آل عبا علیہ السلام کے آسمان سے خون برسا کہ مدت تک
نشان اسکا باقی رہا کہ ہر کپڑا و لباس سرخ ہوگیا تھا اور سرخی اسکی یہانتک رہی کہ جبتک
کہ وہ کپڑا نہ پھٹا سرخی اسکی نہ گئی اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ دن قتل خامس آل عبا سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کے آسمان سے اسقدر خون برسا کہ ہر گھر اور کوچے خراسان اور شام
اور کوفہ سے روان ہوا اور جسدن کہ سر مبارک خامس آل عبا شاہ شہیدان علیہ السلام کا
وہ اشقیا دار الامارۃ کوفہ مین لیگئے دیواروں سے خون روان ہوا اور دن شہادت امام
مظلومان علیہ السلام کے سورج گہن ہوا اور دوپہر دنکو ستارے آسمان پر نمودار ہوے
اور خارج کیا ہے بیہقی نے جمیل بن مرہ سے کہ کہا اُسنے کہ جو کہ لوٹ لیا تھا لشکریان
یزید پلید نے شتران لشکر امام علیہ السلام کو دن قتل آنحضرت علیہ السلام کے ذبح کیا اونکو

اور پکایا ہو گیا گوشت اُن شترونکا مانند حنظل کے تلخی مین کہ وقت کھانے کے حلق سے
نیچے نہ جاتا تھا اور ترجمہ صواعق مین منقول ہے کہ ایک قافلہ کہ اُسمین ورس تھا واسطے تجارت کے
یمن سے عراق مین لیجاتے تھے جبکہ وہ قافلہ لشکر یزید پلید سے ملاقی ہوا کہ وہ لشکر
ضلال بھی عراق کو جاتا تھا سارا ورس خاکستر ہو گیا اور بعض روایت مین آیا ہے کہ ورس
لشکر یزید پلید مین تھا خاکستر ہو گیا اور جبکہ شتران لشکر امام شہیدان کو ذبح کرتے تھے
گوشت بے آگ پگھل جاتا تھا اور خارج کیا ہے ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے کہا حبیب نے
سنا مین نے جنونکو کہ نوحہ کرتے تھے حضرت خاتم آل عبا علیہ السلام پر شعر مسح النبی جبینہ ٭
فلہ بریق فی الخدود ٭ ابواہ فی علیا قریش ٭ وجدہ خیر الجدود ٭ مسح کیا اور بوسہ لیا پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشانی اُسکے کے تئین - پس تھا واسطے اُسکے
نور ولمعان رخسار پر مان اور باپ اُسکے تھے عمدگان قریش سے اور تھا دادا اُسکا
بہترین دادونکا اور خارج کیا ہے ابو نعیم نے طریق حبیب ابن ثابت سے اور اُسنے حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نہین سنا مین نے نوحہ جن کا
جسدن سے کہ انتقال فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مگر آج کی رات
اور گمان کرتی ہون مین کہ بتحقیق مقتول ہوا میرا بیٹا یعنی حسین علیہ السلام پس کہا مین نے
اپنی لونڈی سے کہ جا کر پوچھ اسکی خبر پس خبر دی مجکو اُسنے کہ بتحقیق قتل کیے گئے
حسین علیہ السلام اور نوحہ کرتے ہین جن آپ پر شعر الا یا عین فاحتفلی بجہد ٭ ومن
یبکی علی الشہداء بعدی ٭ علی رہط تقودہم المنایا ٭ الی متجبر فی ملک عبدی ٭ آگاہ ہو
اے آنکھ پس گریہ وزاری کر بکوشش تمام -- اور کون ہے کہ گریہ کرے اوپر شہیدونکے
بعد میرے -- اوپر گروہ کے کہ کھینچا انکو اسباب موت نے طرف ظالم سرکش کے

ہیچ سلطنت زمانے میرسے کے روایت ہی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بعد دریافت
اس حادثہ ہائلہ کے اسقدر گریہ کیا کہ بیہوش ہوگئیں اور غشی آپ پر طاری ہوئی
اور خارج کیا ہی ابو نعیم نے مزیدہ بن جابر حضرمی سے اور اُسنے اپنی ماں سے کہا
اُسکی ماں نے کہ سنا میں نے جن کو کہ نوحہ کرتا تھا اوپر حسین علیہ السلام کے شعر
ابکی حسیناً ہبلاً ۔ کان حسیناً جبلاً ۔ خبر مرگ حسین کی پوچھتا ہوں میں غمگین اور تھا حسین
با جمال اور کوہ صبر و استقلال کا پوشیدہ نہ رہے کہ مراد نوحہ سے رونا یاد کرکے
اوصاف حمیدہ و خصال پسندیدہ حضرت امام زمان علیہ السلام کے ہی نہ نوحہ متعارف اہل بدعت کا
کہ باتفاق علماء کے حرام ہی اور احادیث صحیحہ میں وعید شدید اُسپر وارد ہوئی ہی اور
شہید ہوے خاتم آل عبا سید الشہدا علیہ التحیۃ والثناء روز عاشوراء کے سن اکسٹھ ہجری
دسوین تاریخ محرم الحرام روز جمعہ بعد زوال آفتاب کے نقطۂ نصف النہار سے اور
سن شریف آپکا وقت شہادت کے پچپن برس پانچ مہینے پانچ روز کا تھا القصہ
جبکہ لشکر ضلال کا مع سر مبارک حضرت خامس آل عبا کے اور سر دوسرے شہیدان
کربلا کا مع اسیران اہلبیت عصمت و طہارت کے داخل کوفے میں ہوا ابن زیاد علیہ اللعنۃ
الی یوم التناد نے قصر امارت کو آراستہ کیا اور باہیبت و وقار کوشک پر جلوس کرکے
دار الامارۃ میں اذن بار عام کا دیا پس وضیع و شریف اہالی کوفہ کے حاضر ہوے
سبایاے اہلبیت نبوت کو مع ذکور و اناث اور سرہاے شہداء کے روبرو اپنے
طلب کیا جسوقت کہ سر مبارک حضرت شاہ شہیدان خاتم آل عبا علیہ التحیۃ والثناء پر
نظر اُس خبیث کی پڑی بار بار دیکھتا تھا اور تبسم کرتا تھا اور چوب کہ اُس ملعون کے
ہاتھ میں تھی از راہ بے ادبی کے اوپر لب و دندان شاہ شہیداں کے مارتا تھا

زید بن ارقم کہ اکابر صحابہ سے تھے اس مجلس مین موجود تھے کہا کہ ای ابن زیاد چوب اپنی کو دندان حسین
علیہ السلام سے اوٹھا او پر دندان مبارک کے مت مار کہ بخدا سوگند کہ مین نے بارہا دیکھا ہی کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس لب و دندان کا بوسہ لیا ہی بعد اسکے گریہ او پر زید بن ارقم کے طاری ہوا اور
سیلاب خون کا دونون آنکھون سے روان کیا پس جبکہ ابن زیاد ملعون نے یہ بات زید بن ارقم سے سنی اور
حال انکی گریہ کا ملاحظہ کیا اس ملعون نے کہا کہ خدا تیری آنکھ کو پُر آب رکھے اگر تو پیر نہوتا
اور بسبب خرافت کو نہ پہونچتا مین گردن تیری مارتا پس زید بن ارقم نے کہا کہ ای ابن زیاد
مین تجھسے ایک حدیث نقل کرون کہ وہ حدیث غصہ دلانے والی اور آزردہ کرنے والی
زیادہ ہو سابق سے دیکھا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ امام حسن
علیہ السلام کو ران راست پر اور امام حسین علیہ السلام کو ران چپ پر بٹھلا کر دست مبارک کو
ان دونون صاحبزادونکے سر پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بار خدایا مین نے
ان دونونکو تجھکو اور مردمان صالح کو امانت سونپتا ہون پس ای ابن زیاد امانت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کیا کیا تو نے اور کہا زید بن ارقم نے کہ ای مردم کوفہ
حق سبحانہ و تعالے تم سے خوشنود نہو کہ ابن فاطمہ زہرا کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنے
او پر امیر کیا بعض روایت مین آیا ہی کہ اسی حال مین ابن زیاد بدنہاد او پر منبر کے گیا اور
خطبہ پڑھا اور کہا شکر خدا کا کہ اظہار حق کا کیا اور امیر المومنین یزید اور اسکے لشکر کو فتح دیا
اور کاذب ابن کاذب کو قتل کیا اور الفاظ کفر کے وہ لعین زبان پر لایا کہ عبد اللہ بن عفیف
اپنی جا سے اوٹھا اور کہا کہ ای دشمن خدا و عدو مصطفٰے تو دروغگو ہی اور تیرا باپ اور وہ
دروغگو ہی کہ تجھکو امیر کیا وا سے او پر حال خسران مآل تیرے کے کہ اولاد پیغمبر خدا کو تو نے
قتل اور اہلبیت رسول خدا کو ذلیل کیا اور او پر منبر کے کہ مقام صدیقون کا ہی چڑھا

تو خدا سے شرم نہیں رکھتا کہ ایسے ایسے دروغ کہتا ہے اور راہ کذب کی جاتا ہے اور روایت میں آیا ہے کہ جس وقت اسیران اہلبیت نبوت حضور ابن زیاد بانی فساد کے حاضر ہوئے اُس لعین نے کہا الحمد للہ الذی اکربنا و اکرب شانا خدا کا کہ سختی دی دشمنوں کو اور سختی دی حضرت ام کلثوم نے جواب دیا الحمد للہ الذی کرمنا بمحمد و طہرنا تطہیرا شکر خدا کا کہ ہمکو گرامی کیا بواسطہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور پاک کیا ہمکو پاک کرنے کر پھر ابن زیاد ملعون نے کہا رایتم قدرۃ اللہ دیکھا تم نے قدرت خدا کو حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے جواب دیا یجمع اللہ بیننا و بینکم و ینصف بیننا و بینکم جمع کریگا خدا ہمکو اور تمکو اور انصاف کریگا حق تعالے درمیان ہمارے اور درمیان تیرے روز قیامت میں ابن زیاد بدنہاد ان کلمات حقہ سے آشفتہ ہوا اور کہا اب تک اسقدر دلیری اور تندی کلام میں باقی ہے پس اُس ملعون نے چاہا کہ حضرت ام کلثوم عقوبت کرے کہ لوگوں نے کہا عورتوں کی بات کا اعتبار نہیں ہے پس ناگاہ نظر اُس لعین کی علی بن حسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑی پوچھا کہ یہ کسکا بیٹا ہے لوگوں نے کہا کہ پسر حسین بن علی ہے اُس شقی ازلی نے کہا کہ اسکو بھی قتل کرو میں نہیں چاہتا کہ نسل فاطمہ سے کوئی نرینہ باقی رہے شحنہ شہر نے چاہا کہ آپکو باہر قصر کے لیجا کر قتل کرے کہ حضرت زینب علیہا السلام نے آپکو گود میں لیکر اُس ملعون شقی سے کہا کہ اگر اسکو مارنا منظور ہے تو پہلے مجھکو مار کہ نسل فاطمہ زہرا سے یہ ایک شخص باقی ہے کہ محرم زنان اہلبیت کا ہے اگر یہ بھی مارا جائیگا ہم سب عورتیں بے محرم رہجائینگی ابن زیاد شقی کو کلام حضرت زینب سے ہیبت آئی سر خون علی بن حسین علیہ السلام سے در گذرا اور راویان اخبار روایت کرتے ہیں کہ جبکہ زنان اہلبیت عصمت و طہارت اور پشت شتران بے پردہ کے سوار اور پیراہن چاک کوفے میں پہونچیں اہالی کوفہ حال خرابی دودمان نبوت کا دیکھکر رو دئے

حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ اے مردمان کوفہ اب کیوں روتے ہو یہ سب جور وظلم کہ
ہم پر ہوئے تمہاری جہت سے ہوئے ہیں ہمارے تئیں قتل اور ذلیل کیا اور اپنے تئیں تم نے
اور یہ چند ابیات حضرت ام کلثوم علیہا السلام زبان عصمت بیان پر لائیں ابیات
ماذا تقولون اذ قال النبی لکم ؎ ماذا فعلتم وانتم خیر الامم ؎ بعترتی وباہلی بعد مفتقدی
منہم اساریٰ وقتلی ضرجوا بدم ؎ ما کان ہذا جزائی اذ نصحت لکم ؎ ان تخلفونی فی النبوۃ من ذوی
رحم ؎ کیا کہو گے تم جس وقت کہ پوچھینگے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز جزا کے کیا کیا تم نے
اور حال آنکہ تم بہترین امت کے تھے ساتھ عترت اور اہلبیت میرے کے بعد انتقال
نبوت میری کی — اور حال آنکہ ان اہلبیت سے قیدی اور مقتول ہیں کہ آشکارا کیا گیا
خون انکا — گویا کہ یہ یعنی قید اور قتل جزا ہے اس چیز کی کہ نصیحت کیا میں نے تمہارے تئیں
یہ کہ تخلف کرو تم میری نبوت کو بیچ حق میرے ذوالارحام کے انتہیٰ ابن زیاد ملعون نے
بعد ملاحظہ کرنے حال اسیران اہلبیت عصمت وطہارت کے حکم دیا کہ اسیروں کو بندی خانہ میں
قید کرو اور سر حسین علیہ السلام اور تمام شہدا کا کوچہائے کوفہ میں پھراؤ چنانچہ حسب حکم
اس شقی ازلی کے ساتھ امام سید الساجدین زین العابدین علیہ السلام کا باقی حرم
اہلبیت نبوت کے بندی خانہ میں داخل کیا اور سر اطہر حضرت خامس آل عبا سید الشہدا
علیہ السلام اور سر سائر شہدا دشت کربلا کا نیزوں پر رکھکر کوچہ بکوچہ کوفے کے پھرایا زید بن
ارقم سے روایت ہے کہ جبکہ سر مبارک امام مظلومان علیہ السلام کا میرے گھر کی طرف سے نکلا
اور میں غرفہ میں بیٹھا تھا سر مبارک آپکا یہ آیہ کریمہ تلاوت کرتا تھا ام حسبت ان اصحاب
الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیہ کریمہ زبان مبارک
حضرت شاہ شہیدان سے سنی میرے تمام بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور کہا میں نے

اور ابن رسول اللہ حال آپکا تعجب انگیز زیادہ ہے حال اصحاب کہف سے بعد اسکے ابن زیاد
ملعون نے زحر بن قیس و محفر بن ثعلبہ و شمر ذی الجوشن کے ہمراہ مع پانچ ہزار سواران لشکر
سر مبارک حضرت خامس آل عبا علیہ السلام اور سر تمام شہیدان دشت کربلا کا اور جملہ اسیران
اہلبیت عصمت و طہارت کے ہمراہ دمشق کو نزدیک یزید پلید کے روانہ کیا پس قافلہ
زنان اور یتیمان اہلبیت نبوت کا اوپر شتران بے پردہ کے سوار اور سر مبارک شاہ شہیداں
علیہ السلام اور سر سائر شہدا کا اوپر نیزہ جس شہر و دیار میں اس ہیئت کذائی سے پہنچتا فریاد
واویلا و امصیبتاہ کی زمین سے آسمان تک جاتی اور شیون غم و الم کا برپا ہوتا اور ہر منزل میں
کرامات باہرہ عیان اور خرق عادات ظاہر و باہر ہوتی تھیں کہ یہ سب دال صحت و حقیت
شہادت شاہ مظلومان علیہ السلام پر اس مجالہ میں بلحاظ طول ہونے کے چند معجزات بعض
منازل کے بطریق انموذج کے کہ صحیح روایت میں ثابت تھے لکھے گئے خارج کیا ابو نعیم نے
لبید سے کہ محدث مشہور ہے اور اسنے ابی قبیل سے کہ جبکہ سر مبارک جناب سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کا مع اہلبیت عصمت و طہارت کے طرف شام کے لیے جاتے تھے جس وقت
کہ پہلی منزل میں پہونچے اور شربت نبیذ میں مشغول ہوئے دیکھا کہ ایک قلم غیب سے پیدا ہوا
شراب ۱۲
اور ایک دیوار پر اس قلم نے بخط جلی یہ شعر لکھا ع اترجوا امۃ قتلت حسینا * شفاعۃ جدہ
یوم الحساب * کیا امید رکھتے ہیں وہ گروہ کہ قتل کیا حسین کو شفاعت دادا اسکی کی روز
جزا کو اور بعض روایت میں آیا ہے کہ جبکہ زنان اہلبیت عصمت و طہارت کو شتران بے پردہ پر
سوار کر کے اور سرہاے مظلومان کو لیکر طرف شام کے روانہ ہوئے ایک منزل میں پہونچے
اس جا پر دیر ایک راہب کا تھا اس حوالی میں اوترے دیکھا کہ دیوار دیر پر یہ شعر
لکھی ہے راہب سے ان اشقیا اون نے پوچھا کہ لکھنے والا اس شعر کا کون ہے راہب نے کہا

کہ مین اسقدر جانتا ہون کہ یہ بیت اس دیوار پر مدت پانسو برس سے قبل بعثت ہمارے
نبی کے لکھی ہے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ دیوار دیر کی شگافتہ ہوئی اور ہاتھ اور قلم
اُس دیوار سے باہر آیا اور اسنے بیت کو خون سے لکھا پس جبکہ راہب دیر حال اسیران اہلبیت سے
واقف ہوا اور سر مبارک سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا نیزہ پر دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہ
بد قوم ہین کہ پسر اپنے نبی کو قتل اور اہلبیت اُسکے کو ذلیل اور خوار کیا پس اُس راہب نے
جماعت اشقیا سے کہا کہ دس ہزار درم مجھسے لو اور سر مبارک کو ایک رات کے واسطے مجکو دو
پس ان اشقیا از بسکہ غریق بحر طمع کے تھے قول راہب کو قبول کر کے سر مبارک کو حوالہ
راہب کے کیا پس راہب سر مبارک شاہ مظلوم علیہ السلام کو خلوت مین لیگیا اور غسل دیکر خوشبو
لگا کر اپنے زانو پر رکھا مشاہدہ انوار خدا کا اُس جمال حق نما سے کرتا تھا اور معائنہ کرتا تھا کہ
انوار تجلیات سر انور شاہ شہیدان علیہ السلام سے ہویدا تھے اور طبقات نور کے پے در پے
صبح تک آسمان سے سر مبارک پر آتے تھے بمجرد ملاحظہ اس حال کے راہب مسلمان ہوا
اور بقیہ عمر اپنی کو بیچ محبت اور ولاے اہلبیت کے اور اتقیا و احکام اسلام مین گذرانی
اور بموجب وعدہ کے دس ہزار درم ان اشقیا کو دیے پس اُن بدبختون نے جبکہ درہم
صرہ سے واسطے تقسیم کے نکالا دیکھا کہ سب درہم خاکستر ہو گئے اور ایکطرف اُس درہم کے
یہ آیہ کریمہ لکھی تھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اور دوسری طرف یہ آیہ وَ
سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ اور دوسری منزل مین جو لشکر کفار کا مع سرہاے
شہدا کے حران مین پہونچا اُس جا ایک ٹیلے پر گھر یہودی کا تھا یحیی نام وہ یہودی گھر
باہر آکر سر شہدا کو دیکھنے لگا ناگاہ نظر اُسکی سر مبارک حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ
والثنا پر پڑی دیکھا اُس یہودی نے کہ لب مبارک آپکے جنبش کرتے ہین جبکہ وہ کان اپنے

قریب سر مبارک کے لیگیا یہ کلمات طیبات لب اطہر سے سنے وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ
یَّنْقَلِبُوْنَ پہچنے مشاہدہ اس حال سے متعجب ہوکر ان اشقیاؤں سے پوچھا کہ یہ سر کسکا ہے
کہا ان لشکریوں نے کہ یہ سر حسین بن علی کا ہے یہودی نے کہا کہ نام باپ کا معلوم ہوا نام ماں کا
کیا ہے کہا لشکریان ضلال نے فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودی نے کہا
کہ اگر دین خدا کا برحق ہوتا یہ برہان روشن اس سر سے ظاہر ہوتی پس اس یہودی نے کلمہ
شہادت کا صدق دل سے پڑھا اور عمامہ مصری کہ سر پر باندھے تھا ٹکڑے ٹکڑے کر کے
زنان اہلبیت نبوت کو دیا اور جامہ خز و دیبا کہ پہنے تھا مع ہزار درم بیچ خدمت حضرت امام
زین العابدین علیہ السلام کے بھیجا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے مایحتاج میں خرچ کیجیے لشکریوں نے
یہ حال دیکھکر اس یہودی سے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا دشمنان والی شام کی اعانت کرتا ہے اس
حرکت سے باز آ ورنہ ہم تیرا سر بدن سے جدا کرینگے یہودی کے تئیں ازبسکہ ذوق محبت
اہلبیت کا زیادہ ہوا تھا اپنے خادموں سے کہا تلوار لاؤ جبکہ خادم بموجب حکم کے تلوار لائے
یحیے نے تلوار لیکر اور تکبیر کہکے ان شقیوں پر حملہ کیا پانچ آدمیوں کو جہنم واصل کیا آخر کو شہید ہوا
قبر اسکی دروازہ حران پر مشہور و معروف ہے اسکو یحیے شہید کہتے ہیں اس جا پر دعا مستجاب
ہوتی ہے اور نقل ہے کہ اثناء راہ میں شہر موصل کے پاس سر اطہر امام شہیدا علیہ السلام کو ایک پتھر پر
رکھا تھا چند قطرات سر مبارک سے اس پتھر پر ٹپکے ہر سال دن عاشورا کے خون تازہ
پتھر سے نکلتا تھا لوگ جوق جوق اطراف وجوانب سے وہاں پر جمع ہوکر مراسم عزاداری
بجا لاتے تھے یہی حال رہا زمانہ عبد الملک تک اس خبیث نے اپنی عہد حکومت میں
اس پتھر کو وہاں سے کندہ کر کے کسی جا پر بھجوا دیا آج تک اسکا نشان بھی معلوم نہیں ہے
لیکن اس جا پر گنبد بنا کیا ہے اور اسکا نام مشہد نقطہ ہے ہر سال لوگ اطراف وجوانب سے

جمع ہو کر شرائط تعزیت کے بجا لاتے ہیں اور امام اسمعیل نے بروایت ابو المخنوق کے روایت
کیا ہے کہ ہر شب کو واسطے پاسبانی سر ہائے شہدا اور زنان اہلبیت عصمت و طہارت کے
پچاس آدمی مقرر ہوتے تھے ابو المخنوق کہتا ہے کہ ایک شب کو میرا اتفاق پاسبانی کا ہوا
کہ اتفاقاً سب نگاہبان شب کو سو گئے اور میں اکیلا جاگتا تھا کہ ناگاہ جانب آسمان سے
اک آواز ہیبت ناک میں نے سنی کہ نزدیک تھا کہ اسکی دہشت سے تمام عالم تہ و بالا ہو جا
کہ دفعۃً ایک مرد سفید جامہ پہنے ہوئے پیشانی نورانی بلند بالا گندم گون کو دیکھا میں نے
کہ آسمان سے نیچے آیا اور سر اپنے کو برہنہ کر کے سر مبارک خامس آل عبا سید الشہدا علیہ التحیۃ
والثنا کو صندوق سے نکال کے بوسہ دیتا تھا اور روتا تھا میں اپنی جا سے متحیر ہو کر اوٹھا
اور چاہا کہ سر مبارک کو اس شخص سے لیکر صندوق میں رکھوں قبل اسکے کہ اور پاسبان جاگیں
کہ ایک شخص نے مجھپر نعرہ مارا اور کہا گستاخی مت کر اور آگے مت جا کہ یہ آدم صفی اللہ ہیں کہ وا سطے
ماتم فرزند رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تشریف لائے ہیں کہ اس اثنا میں ایک
اور آواز میں نے سنی اور نوح نجی اللہ تشریف لائے اسیطرح پر ابراہیم خلیل اللہ اور اسمعیل
ذبیح اللہ اور اور انبیا علیہم السلام تشریف لائے اور سب کے آخر میں محمد رسول اللہ صلعم
صحابہ کبار و حیدر کرار و حمزہ و امام حسن و جعفر طیار علیہم السلام تشریف لائے اور مراسم ماتم
ادا کیے اور سب کے ہمراہ فرشتے آسمانی تھے ایک فرشتے نے طمانچہ اوپر میرے منہ کے مارا
کہ منہ طمانچہ تمام سیاہ ہو گیا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس فرشتہ
فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے اس فرشتہ نے بموجب حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
مجکو چھوڑ دیا میں بیہوش ہو گیا ناگاہ صبح ہو گئی اور مجکو ہوش آیا دیکھا میں نے کہ ان بزرگوں کا
اس جا پر نشان بھی نہ تھا مگر تو وہ خاک پڑا تھا اور سر مبارک امام مظلوماں علیہ السلام کا اسیطرح

صندوق مین بند تھا صبح کو شمر بد پیکر نے مجکو طلب کیا دیکھا کہ نصف منہ میرا سیاہ ہے مجھسے حال
پوچھا مین نے جو حال کہ شب کو گذرا تھا سارا بیان کیا اور اک آہ کر کے مرگیا دیکھا کہ زہرہ اُسکا
پھٹ گیا تھا اہل لشکر یہ حال معائنہ کر کے بہت ڈرے اور بعض آنے سے پشیمان ہوے
مگر بجز جانے کے چارہ نہ دیکھا ناچار ہو کر طرف شام کے پھر روانہ ہوے اور قریب موصل کے
ایک شہر تھا نصیبین نام جبکہ حاکم موصل نے لشکریان پر پلید کو موصل مین آنے نہ دیا اُن
لعینون نے حاکم نصیبین سے کہ منصور بن الیاس نام تھا واسطے آراستہ کرنے شہر کے
کہلا بھیجا اُس حاکم نے بموجب ان اشقیاء ننگ کینہ کے شہر کو آراستہ کیا پس جبکہ لشکر طغیان
شہر مین داخل ہوا ناگاہ قدرت الہی سے ابر سے برق غضب الہی اُس شہر پر گری کہ
نصف شہر اُس صدمہ سے جل گیا اور مردمان شہر کہ واسطے تماشا کے گرداگرد لشکر ضلال کے
جمع ہوے تھے پشیمان ہو کر پھر گرد اُس لشکر ضلال کے نہ گئے اور وہ لشکر طغیان سراسیمہ
ہو کر وہان سے روانہ ہوا اور قریب ایک پہاڑ کے کہ اُس جا پر گھاس اور پانی بہت تھا
قرار پکڑا اور اُس پہاڑ پر ایک دیہہ آباد تھا معمورہ نام اور اُس مین ایک حصار بہت محکم تھا
اُس حصار مین ایک کوتوال تھا عزیز بن ہارون نام اہالی دیہہ و حصار مع حاکم سب یہودی تھے
اور اُن سب کا کسب یہ تھا کہ جامہ حریر کا بنتے تھے کہ تمام حجاز و عراق و شام مین مشہور تھا
پس جبکہ اُس جا پر رات ہوئی کنیز حضرت شہربانو کی شیرین نام کہ حسن و جمال مین شیرین
زنان و لیلی دوران تھی حال حضرت شہربانو کا اور آپکے کپڑے کہنہ و شکستہ معائنہ کر کے
بہت روئی اور وہ حال یاد کیا کہ روبرو سے شہزادے یعنی امام کونین حضرت امام حسین
علیہ السلام کے تھا کہ جامہ مرصع نگار پہنتی تھین حضرت شہربانو علیہا السلام سے اجازت
طلب کی اور کہا اگر اجازت ہو اس دیہہ مین جا کر جو کچھ کہ میرے پاس مایہ باقی ہے اُسکو بیچکر

جامہ لائق آپکے لاؤن حضرت شہربانو علیہا السلام نے فرمایا کہ تو آزاد کی ہوئی حضرت امام
حسین علیہ السلام کی ہی تجھکو اختیار ہی جدھر چاہے جا شیرین نے حضرت شہربانو سے
اجازت لیکر پہاڑ پر جا کر حصار تک گئی اتفاقاً دروازہ حصار کا بند تھا اور تھوڑی سی رات
گذری تھی کہ شیرین نے دروازہ حصار کا ٹھونکا عزیز ابن ہارون کہ دروازے پر منتظر شیرین کے تھا
جواب دیا اور کہا کہ شیرین ہی شیرین نے کہا ہان عزیز نے مجرد سننے نام شیرین کے
دروازہ کھول دیا اور شیرین کو سلام کیا اور بتعظیم تمام اسکو بٹھلایا شیرین نے عزیز سے پوچھا
کہ تو نے کیونکر جانا کہ مین شیرین ہون عزیز نے کہا کہ اول شب مین سو گیا تھا کہ حضرت موسے
وہارون علیہما السلام کو خواب مین دیکھا کہ سر و پا برہنہ اور اشک آنکھون سے جاری ہین اور
آثار حزن ومصیبت انکے چہرہ پر عیان ہین یہ حال معائنہ کرکے مین نے عرض کیا کہ اے
سید بنی اسرائیل وآمی برگزیدگان رب جلیل یہ کیا حال ہی اور سبب حزن وملال کا کیا ہی
حضرت موسے علیہ السلام وہارون علیہ السلام نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ سبط پیغمبر آخرزمان
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظلم وستم سے کربلا مین انکے امتیون نے قتل کیا ہی اب
انکے سر مبارک کو مع اہلبیت نبوت کے طرف شام کے لیے جاتے ہین عزیز کہتا ہی مین نے
عرض کیا کہ آپ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے ہین اور انسے اعتقاد
رکھتے ہین حضرت موسے علیہ السلام وہارون علیہ السلام نے کہا کہ اے عزیز جو شخص اسکی
متابعت نکریگا وہ جہنمی ہی اور ہم سب پیغمبر اس سے بیزار ہین اور ہم اسکو کیونکر نہ پہچانین
کہ وہ پیغمبر برحق ہی اور حق سبحانہ تعالے نے ہم سب پیغمبرون سے اسکے باب مین
عہد لیا ہی اور ہم سب اسکا ایمان لائے ہین مین نے عرض کیا کہ کچھ نشان مجکو دیجیے
کہ یقین میرا زیادہ ہو حضرت موسے وہارون علیہما السلام نے فرمایا کہ دروازہ حصار تک جا

کہ اس جا پر ایک کنیز شیرین نام آزاد کی ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوگی اور حلقہ در کا
ٹھونکے گی متابعت اسکی کرنا کہ وہ زوجہ تیری ہوگی اور نزدیک سر مبارک حضرت امام حسین کے
جاکر سلام ہمارا کہنا جواب سلام کا اس سے سنے گا فی الفور میں خواب سے جاگ پڑا اور
دروازہ حصار پر آیا کہ تو نے دروازہ حصار کا ٹھونکا اس جہت سے میں نے تجکو پوچھا کہ تیرا نام
شیرین ہے پس تو اجازت دیتی ہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کروں شیرین نے کہا ہاں بشرطیکہ
تو مسلمان ہو اور حضرت شہربانو علیہا السلام اجازت دیں پس شیرین عزیز سے یہ اقوال سنکر
حضرت شہربانو علیہا السلام کی خدمت میں آئی اور یہ سب حال بیان کیا حضرت شہربانو یہ حال
سنکر متحیر ہوئیں اور یہ قصہ زنان اہلبیت سے کہا تمام اہلبیت یہ حال سنکر متعجب ہوئے
پس جبکہ صبح عیان ہوئی عزیز بن ہارون حصار سے باہر آیا ہزار درم لشکریونکو دیا کہ وہ
اجازت دیں کہ یہ خدمت اہلبیت کی کرے پس ان اشقیاؤں نے ہزار درم عزیز سے
لیکر اجازت واسطے خدمت اہلبیت کے دی پس عزیز نے لشکریوں سے اجازت لیکر
ہزار درم بطور نذر کے آگے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے رکھے اور حضرت کے
دست مبارک پر بیعت کرکے ایمان لایا بعد اسکے نزدیک سر مبارک شاہ مظلومان علیہ السلام
آیا اور عرض کیا کہ ای سید میں موسیٰ و ہارون کا سلام لایا ہوں سر مبارک سے آواز آئی
کہ سلام خدا کا انپر ہو جیو پھر عزیز نے عرض کیا کہ اے سید کچھ خدمت مجھے فرمائیے کہ
حق تعالے مجھ سے راضی ہو سر اطہر سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا سے آواز آئی کہ جبکہ تو اسلام لایا
خدا اور رسول تجھ سے راضی ہوئے اور چونکہ تو نے میرے اہلبیت کے ساتھ احسان کیا
باپ اور دادا میرے تجھ سے راضی ہوئے اور چونکہ تو سلام موسیٰ و ہارون کا میرے پاس لایا
میں تجھ سے خوش ہوا روز قیامت کو میرے اہلبیت کے ساتھ تو محشور ہوگا بعد اسکے حضرت

شہربانو نے شیرین سے کہا کہ میری رضا یہ ہے کہ تو عزیز کے ساتھ نکاح کر شیرین نے بموجب حکم
حضرت شہربانو علیہا السلام کے نکاح اپنا ساتھ عزیز کے قبول کیا اور اُسکا عقد اُسکے ساتھ ہوا
اور تمام اہل حصار برکت اہلبیت سے مسلمان ہوئے ابو سعید دمشقی حکایت کرتا ہے کہ جس وقت
کہ سر شہدا اور زنان اہلبیت عصمت و طہارت کو طرف شام کے لیے جاتے تھے مین ہمراہ اُس
جماعت کے تھا جبکہ قریب دمشق کے پہونچے درمیان لشکر ضلال کے یون خبر ظاہر ہوئی
کہ مسیب بن قعقاع خزاعی نے لشکر جمع کیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ شبخون کرکے سرہاے شہدا اور
قیدیونکو لیجاوے یہ خبر سنکر سرداران لشکر کے مضطرب ہوکر باحتیاط تمام اُس جا سے روانہ ہوے
شب کے وقت ایک جا پر پہونچے کہ اُس جا پر ایک دیر بہت مستحکم تھا رائے سرداران لشکر کی
اسپر مستقر ہوئی کہ اس دیر مین پناہ لینا چاہیے کہ شبخون سے محفوظ رہین راوی کہتا ہے شمر بدپیکر نے
دروازہ دیر پر آکر ایک نعرہ کیا کہ پیر دیر کا یہ نعرہ سنکر بام دیر پر آیا دیکھا کہ گرداگرد دیر کے
لشکر جمع ہے اور ایک شخص دروازہ دیر پر نعرہ کرتا ہے پیر دیرانی نے لشکریون سے کہا کہ تم
کون لوگ ہو اور یہ کیسا لشکر ہے شمر بدپیکر نے کہا کہ ہم سب ملازمین ابن زیاد کے ہین کوفہ سے
دمشق کو جاتے ہین پیر دیرانی نے کہا واسطے کس مہم کے شام کو جاتے ہو شمر ملعون نے کہا
عراق مین ایک شخص یزید سے باغی ہوا تھا ہم سب یزید کی طرف سے واسطے اُسکے
قلع و قمع کے گئے تھے چنانچہ اُسکو مع عزیز و اقربا کے ہمنے قتل کیا اب اُن سبھونکا سر نیزونپر
رکھکر اور اُنکے اہلبیت کو قید کرکے یزید کے پاس لیچلے ہین پیر دیرانی نے سر شہدا کی طرف
نگاہ کرکے پوچھا سردار کا اِسمین کونسا ہے لشکریون نے طرف سر مبارک حضرت خامس
آل عبا کے اشارا کیا پیر دیرانی نے طرف سر مبارک حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے
نگاہ کی بمجرد نگاہ کے ایک ہیبت سر مبارک سے دل پیر دیرانی کے پڑی بعد اسکے

پھر دیرانی نے کہا گرداگرد دیر کے کیون جمع ہوے ہو شمر لعین نے کہا ہمنے سنا ہے کہ ایک
جماعت نے اتفاق کیا ہے کہ شبخون کر کے سرہاے شہدا اور قیدیونکو لیجاوین آج کی رات کو
ہم چاہتے ہین کہ اس دیر مین رہین تاکہ شبخون سے بچ جاوین پھر دیرانی نے کہا کہ لشکر تمہارا
بہت ہی دیر گنجائش نہین رکھتا کہ تمام لشکر اس دیر مین آوے مصلحت یہ ہے کہ سرونکو اور قیدیونکو
دیر مین رکھو اور تم سب گرداگرد دیر کے محافظت کرو اور گرد دیر کے آگ جلا کر تمام رات
بیدار اور ہوشیار رہو تاکہ شبخون سے محفوظ رہو شبخون کے لوگ اگر آوینگے بے نیل مقصود کے
پھر جاوینگے شمر ملعون کو یہ راے پیر دیرانی کی پسند آئی اس لعین نے پیر دیرانی سے کہا
تو نیک بات کہتا ہے پس سر مبارک حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا ایک صندوق مستحکم مین رکھا
اور اسکا قفل بند کیا اور زنان اہلبیت عفت وطہارت کو مع صندوق اور سر شہدا کے
دیر مین کر دیا مگر صندوق کو ایک مکان دیر مین اور سرہاے شہدا اور زنان اہلبیت عفت
وطہارت کو دوسرے مکان مین رکھا اور جس شخص کو کہ لشکریونسے کہتے تھے کہ اندر دیر کے
واسطے محافظت کے شب کو رہے کوئی قبول نہ کرتا تھا اسواسطے کہ واقعہ ابوالخنوق سے
سب ڈر گئے تھے اسقدر لشکریون نے کیا کہ صندوق کو اندر دیر کے لے آئے اور
دروازہ دیر کو مقفل کر دیا اور پیر دیرانی گرداگرد اس مکان کے جس مکان مین صندوق
رکھا تھا پھرتا تھا اور چاہتا تھا کہ سر مبارک کو نزدیک سے دیکھے ناگاہ دیکھتا کیا ہے کہ وہ
مکان کہ جس مکان مین صندوق رکھا تھا اکبارگی بے شمع وچراغ کے روشن ہو گیا
پیر دیرانی نے متعجب ہو کر اپنے دل مین کہا کہ یہ روشنی کہانسے ہے اتفاقاً اس مکان مین
اک روزن تھا پیر دیرانی اس روزن سے دیکھنے لگا کہ روشنی لحظہ بلحظہ زیادہ ہوتی ہے
یہانتک نوبت پہونچی کہ کوئی آنکھ مشاہدہ اس نور کا نہ کر سکتی تھی القصہ بعد اسکے چھت

اُس مکان کی چھت گئی اور اُسمین سے ایک عماری نازل ہوئی اُس عماری مین ایک ان معظمہ
تھین اور اُنکے ساتھ بہت سی کنیزین طرقوا طرقوا کہتی تھین یعنی راہ دو راہ دو یہان سب
آدمیونکی ہین یعنی حوا اسی بیچ پر حضرت سارہ و ہاجرہ و راحیل یان حضرت یوسف کی اور حضرت
صفورا دختر حضرت شعیب کی اور کلثوم بہن حضرت موسیٰ کی اور آسیہ او حضرت مریم تشریف لائین
کہ ناگاہ شور زیادہ ہوا اور ایک عماری نازل ہوئی کہ اسمین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ازواج
مطہرات رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تھین ان سبھون نے صندوق کھولکر
سر مبارک کو باہر نکالا اور ایک ایک نے سر مبارک کو دیکھکر نالہ و زاری شروع کی کہ دفعتہً
ایک آواز عظیم پیدا ہوئی اور عماری نورانی نازل ہوئی اور ایک شخص نے نعرہ کیا پھر
وہ یرانی پھر کر اس روزن سے مست دیکھ کر خاتون قیامت تشریف لائی ہین پھر وہ یرانی حیرت سے
بیخود ہوگیا جب ہوش مین آیا دیکھا کہ ایک حجاب سامنے پڑا ہے اور کوئی نظر نہین آتا مگر
ایک فریاد و آہ و نالہ کی برپا ہے اور گوئندہ کہتا ہے السلام علیک اے مظلوم مادر و اے مسموم مادر و اے
مغموم مادر و اے نور دیدہ میرے و اے فرزند پسندیدہ میرے غم مت کھا کہ مین تیرے دشمنون سے
روز قیامت کو انتقام لونگی اور بعض روایت مین آیا ہے کہ حضرت سیدہ علیہا السلام نے
چند ابیات بطرز نوحہ کے فرمائے پھر وہ یرانی کہتا ہے بعد تھوڑی دیر کے اُن سب کا
نشان بھی نہ رہا پھر وہ یرانی اپنی جا سے اوٹھا اُس مکان کے قفل کو کہ وہان تھا صندوق
کسی تدبیر سے توڑ کر مکان مین آیا اور قفل صندوق کا توڑ کر اُسکے آگے خاک پر لوٹا
اور بہت رویا پس سر مبارک جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا صندوق سے باہر
نکال کر مشک و گلاب سے دھو کر اور بچھاوے نئے پر رکھکر شمع روشن کر کے دونو
پاؤن سیاہ رو برو سے سر اطہر کے بیٹھا اور گریہ و زاری سے کہتا تھا کہ اے سرور سرداران عالم

واقعہ مہتران بنی آدم گمان میرا یہ ہے کہ تو اُس جماعت سے ہے کہ وصف اُس جماعت کا توریت موسیٰ اور انجیل عیسیٰ میں مین نے پڑھا ہے بحق اُس خدا کے کہ تجھکو یہ مرتبہ دیا کہ محرمان سرا وقات عصمت تیری زیارت کو آتی ہین اور خاتونان سراپردہ نبوت واسطے تیرے زاری کرتی ہین مجھکو خبر دے کہ تو کون ہے فی الفور حکم رب قدیر سے سر مبارک حضرت خامس آل عبا کا تکلم مین آیا اور کہا اے پیر مین مظلوم ہون اور مغموم غمدیدہ ہون اور محنت کشیدہ مقتول تیغ دشمنونکا ہون اور غریب پیر دیرانی نے عرض کیا کہ کچھ وضاحت زیادہ کیجیے سر مبارک حضرت امام مظلومان علیہ السلام سے آواز آئی کہ اے پیر حال حسب و نسب کا میرے پوچھتا ہے یا سوز و تعب و تشنگی سے سوال کرتا ہے اگر نسب میرا پوچھتا ہے تو مین بیٹا ہون نبی مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ کا اور اگر سوز و تعب سے سوال کرتا ہے تو مین غریب اور مظلوم اور شہید کربلا ہون پیر دیرانی نے یہ باتین بحر و کرب آمیز سر اطہر شاہ شہیدان سے سنکر فی الفور اپنے مریدونکو طلب کیا اور اُنسے صورت حال نقل کیا اور وہ سب ستر تن تھے اُن سب نے بھی وہ سُنکے اس حال کے فریاد اور نالہ کیا اور اپنے جامے پھاڑے اور سب مل کر کے مع پیر دیرانی بیچ خدمت حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کے حاضر ہوے سبھون نے اپنی زنارین توڑین اور کلمۂ شہادت کا پڑھا اور ہاتھ اور پیر امام علیہ السلام پر بوسہ دیا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ اگر آپکا حکم ہو تو ہم سب ان لعینونکو شب کو غفلت مین قتل کرین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالےٰ تمکو جزاے خیر دے یہ سب اشقیا عنقریب اپنی سزا کو پہونچینگے اور پاداش اسکا پاوینگے پس جبکہ صبح ہوئی وہ اشقیا سر شہدا اور اہلبیت عصمت و طہارت کو لیکر طرف شام کے روانہ ہوے پس بسبب برکت اہل بیت کے اہالی دیر

تشریف باسلام ہوے اسیطرح پر اور بھی معجزات عجائب و غرائب منازل مین ہوے ہین
لیکن بلحاظ طول ہونے رسالہ کے قلم انداز ہوے ارباب بصیرت او اصحاب معرفت پر
پوشیدہ نرہے کہ یہ سب آثار عجیبہ و شواہد غریبہ کہ منازل شام مین عیان ہوے برہان ساطع
و حجت قاطع ہین او پر واقعہ ہائلہ کربلا و حقیقت شہادت سید الشہدا اپر الحاصل بعد قطع منازل
و طی مراحل کے اس ہیئت کذائی سے جبکہ سبایاے اہلبیت عصمت و طہارت و سرہاے
سائر شہدا کے دمشق مین کر پایہ تخت یزید پلید کا تھا پہونچے یزید پلید نے بمجرد سننے خبر آمد
سبایاے اہلبیت عصمت و طہارت اور سرہاے شہدا کے قصر امارت کو آراستہ کیا
اور لباس فاخرہ پہنا اور واسطے جمع ہونے جملہ عظما و روسا شام کے دار الامارۃ مین حکم دیا
پس سب عظما و روسا شام کے بموجب حکم اس لعین کے دار الامارۃ مین جمع ہوے
اسوقت مین اس لعین نے واسطے حاضر کرنے اسیران اور سرہاے شہدا کے حکم کیا
روایت ہی کہ جبکہ زنان و یتیمان اہلبیت عصمت و طہارت دروازے دمشق مین داخل ہوکے
گذران سب کا آگے جامع مسجد کے ہوا اس جاپر ایک پیر مرد محاسن سفید تھا جبکہ
نظر اسکی حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑی اُسنے زنان اور
یتیمان اہلبیت نبوت کو شتران بے پردہ پر سوار دیکھکر کہا الحمد للہ کہ حق تعالے نے اکابر
تمھارے کو ہلاک کیا اور لوگونکو تمھارے فتنہ سے نجات بخشی اور یزید کو تم پر مسلط کیا
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے رخ اسکی طرف کرکے فرمایا کہ اے پیر قرآن مجید تو نے
پڑھا ہی کہا ہان حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی
قرآن مین دیکھا ہی پیر نے کہا ہان آرے حضرت امام سید الساجدین نے فرمایا اے شیخ
ہم ہی لوگ خویشان رسول مقبول کے ہین کہ مودت ہماری لازم ہی بعد اسکے حضرت

علیہ السلام نے فرمایا کہ اے پیر یہ آیہ کریمہ پڑھا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا پیر نے کہا ہاں آرے حضرت نے فرمایا کہ یہ آیہ تطہیر مختص ہمارے واسطے ہے پیر نے
جبکہ یہ کلمات طیبات حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے سنے
ایک لحظہ فکر کیا بعد اسکے گریہ وزاری اوپر اسکے غالب ہوئی اور اسنے عرض کیا کہ یا ابن
رسول اللہ مجکو معذور رکھیے کہ مین نہ جانتا تھا کہ تم لوگ کون ہو اب آپکے فرمانے سے
حال معلوم ہوا ایسا اس پیر نے منھ قبلہ کی طرف کر کے کہا خداوندا دشمنی اس قوم سے
مین نے توبہ کی اور دوستی رکھتا ہون دوستان اس قوم سے اور سر اپنا پیر نے پیر حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام پر رکھا اور خاک مین لوٹا اور کہا خداوندا اگر تو نے
توبہ میری قبول کی ہے اور مجسے خوشنود ہوا ہے تو جان میری قبض کر حسن اتفاق دعا
اس پیر کی قبول ہوئی ایک نعرہ کر کے جان بحق تسلیم کی اہلبیت نے اسپر گریہ کیا اور خاج
کیا ہے ابن عساکر نے منہال ابن عمر سے کہا منہال نے کہ بخدا سوگند دیکھا مین نے سر حضرت
امام حسین کو جسوقت کہ اوٹھایا گیا تھا نیزے پر اور حال آنکہ مین دمشق مین تھا اور سامنے
سر مبارک کے ایک شخص سورہ کہف پڑھتا تھا جبکہ پہونچا قاری اس آیت پر ام حسبت ان
اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا پس گویائی دی حق تعالی نے سر مبارک کو پس کہا
سر مبارک نے بلسان فصیح اعجب من ذلک قتلی وحملی یعنی تعجب زیادہ ہے قصہ اصحاب کہف سے
قتل ہمارا اور نیزے پر ہونا سر ہمارا پوشیدہ نہ رہے کہ قصہ اصحاب کہف کا کہ تین سو برس غار مین
سوئے اور بعد جاگنے کے ایک دن یا نصف دن انکو معلوم ہوا ہر چند کہ یہ امر عجیب و غریب ہے
چنانچہ تفصیل اس قصے کی کتب تفاسیر اور تواریخ مین مذکور ہے لیکن قتل شاہ شہید انکا اور
ہونا سر مبارک کا نیزے پر اور شہید ہونا فرزندان و برادران و برادر زادگان و یارو نکا اور زنان

اور بیبیان اہلبیت نبوت کا شتران بے پردہ پر سوار کرکے شہر بشہر اور قریہ بقریہ پھرانا تعجب زیادہ ہے
قصہ اصحاب کہف سے اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ یہ سب جور و ظلم گروہ خاندان نبوت و امامت کے ہوئے
امتیونکے ہاتھ سے ہوئے القصہ یزید پلید نے سبایائے اہلبیت نبوت و سرہائے شہدا کو
دار الامارۃ میں بیچ دربار عام کے کہ جملہ روسا اور وضیع و شریف شام کے موجود تھے طلب کیا
اور سر ایک ایک شہید کا دیکھنا اور حال پوچھنا شروع کیا یہانتک کہ شمر ذی الجوشن سر مبارک
جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا آگے اس شقی ازلی کے لیگیا اور اظہار ماجرائے جنگ
کربلا اور مباحات و افتخار کرنے لگا بمجرد سننے حال کربلا اور مشاہدہ کرنے صورت حال سبایا
اہلبیت نبوت اور سرہائے شہدا کے لعان استبشار و فرح و انبساط کا ناصیہ حال یزید پلید
سے ظاہر اور ہویدا ہوا اور کمال اہتزاز و نشاط سے خوش ہو کر چوب سے کہ بیچ ہاتھ اس خبیث کے تھی
ساتھ لب و دندان شاہ شہیدان علیہ السلام کے بے ادبی کرکے کہنے لگا کہ اے ابی عبد اللہ میرا
گمان نہ تھا کہ سن تیرا اس مدت کو پہونچے اور سر و ریش تیری خضاب سے محفوظ رہے
مناقب السادات میں منقول ہے کہ جسوقت سر مبارک حضرت شاہ شہیدان علیہ السلام کا
نزدیک یزید پلید کے پہونچا وہ لعین کمال خوشی سے شراب پیتا تھا اور سر مبارک سے
انواع طرح کی اہانت کرتا تھا یہ حال معائنہ کرکے بعض صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
کہ مجلس لعین میں موجود تھے گریان ہوئے اور کہا اے ملعون کیا کرتا ہے تو اس بدبخت ملعون نے
حکم قتل کا ان صحابہ کرام کے کیا اور سات صحابہ رضی اللہ عنہم اس روز شہید ہوئے
اور بھی کہتے ہیں کہ سمرہ بن جندب صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس مجلس میں
موجود تھے جبکہ ضرب چوب کی اوپر لب و دندان شاہ شہیدا نکے ملاحظہ کی ضبط اختیار سے
جاتے رہے یزید پلید سے مخاطب ہو کر کہا قطع اللہ یدک کاٹے اللہ ہاتھ تیرے چوب

اور یہ چوب دندان حسینؑ سے مارتا ہی کہ بوسہ گاہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے
یزید پلید ملعون نے غضب میں آنکر کہا کہ اے سمرہ اگر شرف صحبت رسول کی تجھمین نہوتی اسوقت
تیری گردن مارتا سمرہ بن جندب نے کہا سبحان اللہ مجھمین بلحاظ صحبت رسول کا کرتا ہی
اور جگر گوشہ رسول و فرزند بتول کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ کوئی کسی مسلمان کے ساتھ
نہیں کرتا اور یہی کہتے ہین کہ ایک تاجر یہود کا اُس مجلس مین موجود تھا اُس تاجر نے جبکہ
سر مبارک سید الشہدا علیہ السلام کا دیکھا یزید سے پوچھا کہ یہ کسکا سر ہی یزید پلید نے کہا
کہ یہ سر اسکا ہی کہ واعیہ قابلہ کا خلیفہ سے رکھتا تھا اور خلافت اپنے لیے تجویز کی تھی
تاجر نے کہا کہ یہ شخص درمیان قوم کے شرافت رکھتا ہوگا کہ دعویٰ خلافت کا ہوا ہی یزید
پلید نے کہا ہاں اشراف بنی ہاشم سے ہی بعد اسکے یہودی نے پوچھا کہ صاحب
اس سر کا کیا نام ہی اور ماں و باپ اسکے کون ہین یزید پلید نے کہا کہ نام اسکا حسینؑ ہی اور
نام باپ کا علی ابن ابیطالب ہی اور نام ماں کا فاطمہ علیہا السلام یہودی نے کہا فاطمہؑ
کسکی بیٹی ہی یزید پلید نے کہا بیٹی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہودی نے کہا
معلوم ہوا کہ یہ بیٹا بیٹی رسول تمھارے کا ہی اُس پلید نے کہا ہاں بعد سننے اس تاجر کے
یہودی نے انگشت حیرت کو دانتوں تلے کاٹا اور ہاتھ تاسف کا مل کے کہا کہ اے یزید
درمیان میرے اور حضرت داودؑ کے ستر پشت کا فرق ہی اجتک تمام یہودی میری تعظیم
کرتے ہین اور عزت و احترام بجا لاتے ہین اور محمد عربی رسول تمھارے نے ابھی دنیا سے
انتقال کیا ہی تم نے ایسا معاملہ اُسکی ذریت اور اہلبیت کے ساتھ کیا کہ نہ کسی کے کان نے
سنا ہی اور نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا ہی واسطے اوپر تمھارے بد لوگ ہو تم اور روایت مین
آیا ہی کہ دیر تک یزید پلید نے بے ادبی سر مبارک کے ساتھ کی رسول قیصر روم کا حاضر تھا

اسنے کہا بعضے جزائر مین سم خر حضرت عیسے کا باقی ہی ہم سب نصارا ہر سال واسطے اسکی
زیارت کے جاتے ہین اور نذرین جواہر اور موتی اور زر و سیم کی ہمراہ لیجاتے ہین اور حد سے
زیادہ اسکی تعظیم اور تکریم کرتے ہین جیسا کہ تم لوگ تعظیم خانۂ کعبہ کی کرتے ہو اور حرمت و احترام
اسکا بجا لاتے ہو حیف ہی کہ تونے فرزند نبی اپنے کو قتل کیا اور زنان و بچیان اسکے کو قتل
اور اسیر کیا یزید پلید نے کہا کہ اگر تو رسول قیصر روم کا نہوتا مین تجکو قتل کرتا رسول قیصر نے کہا
کہ تجکو شرم نہین آتی کہ احترام قیصر روم کا تونے نگاہ رکھا اور حرمت رسول خدا کی چھوڑ دی
یزید پلید نے بجز سکوت کے چارہ نہ دیکھا متوجہ طرف زنان و بچیان اہلبیت کے ہوا
حضرت زینب و کلثوم و علی بن حسین علیہ السلام کو نزدیک طلب کیا پس جبکہ حضرت زینب کی نظر
سر مبارک حضرت شاہ شہیدان پر پڑی مضطر بانہ واجداہ و احمداہ کہا بعد اسکے خطاب
طرف یزید پلید کے کرکے کہا کہ ای یزید تونے اپنی عورتونکو سراپردہ عزت و حجاب مین بٹھلایا ہی
اور دختران رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اہلبیت نبوت کو اوپر شتران بے پردہ کے
سوار کیا اور روبروے مجمع مردونکے طلب کیا فرداے قیامت کے کیا جواب دیگا یزید پلید نے کہا
کہ یہ کون عورت ہی شکریون نے کہا زینب خواہر حسین دختر فاطمہ زہرا ہی بعد اسکے حضرت
کلثوم اپنی جاسے اوٹھین اور لب و دندان اپنے کو اوپر لب و دندان حضرت شاہ شہید انکے ملا
اور بیہوش ہوکر زمین پر گرین بعد ہوش آنے کے دعاے بد یزید پلید کے حق مین کی
اور کہا ای یزید تو تمتع دنیا سے نپاوے اور جیسا کہ تونے ہم سب کو بلا مین ڈالا ہی
اسیطرح سے حق تعالی تجکو دنیا اور عقبی مین راحت نہ دیوے یزید پلید نے پوچھا
کہ یہ بھی خواہر حسین کی ہی لشکریون نے کہا ہان یہ کلثوم بیٹی فاطمہ زہرا کی ہی بعد اسکے
اس لعین نے طرف امام زین العابدین کے متوجہ ہوکر پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہی لشکریون نے کہا

علی بن حسین ہین یزید پلید نے کہا مین نے سنا ہو کہ علی بن حسین قتل ہوا لشکریون نے کہا
کہ حسین کے تین بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر علی اکبر علی اصغر قتل ہوئے علی اوسط
کہ بیمار تھے اسکو قید کرکے لائے ہین یزید پلید نے کہا کہ اے لڑکے باپ تیرا چاہتا تھا کہ
مسند خلافت پر بیٹھے اور اوپر منبر کے خطبہ اسکے نام سے پڑھا جاوے الحمد للہ کہ اپنی
مراد کو نہ پہونچا حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے اس ملعون سے کہا
کہ اے یزید یا انصاف سے کہہ کہ یہ منبر ہمارے آبا اور اجداد کا ہو یا تیرے آبا و اجداد کا خلافت
و امامت حق ہمارے آبا و اجداد کا ہو کہ راہ خدا مین جہاد کیا اور دین حق کو جاری کیا یا تیرے
آبا و اجداد کا کہ مشرک تھے اور بت پرست روز قیامت کو حق تعالے درمیان ہمارے
اور تیرے حکم کریگا اور معاملہ ہمارا اور تیرا فیصل کریگا اور آنحضرت علیہ السلام نے
یہ آیہ کریمہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پڑھ کے ختم کلام کا کیا بعد اسکے
یزید ملعون نے حکم دیا کہ سبایائے اہلبیت کو قید خانہ مین لیجاؤ اور سر حسین کو دروازہ
دمشق مین آویزان کرو روایت ہو کہ تین روز تک سر مبارک حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ
والثنا کا دروازہ دمشق مین آویزان رہا غرض کہ اس ملعون نے کمال اہانت و بے ادبی
سر مبارک شاہ شہیدان سے کی اور سبایائے اہلبیت کو بہت ذلیل اور خوار کیا
اور اس قتل اور ذلت اہلبیت عصمت و طہارت پر مسرور ہوا پس لعن اس ملعون شقی
ازلی پر نزدیک حقیر کے جائز ہو چنانچہ مفتاح النجا مرزا محمد بدخشی و مناقب السادات
ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی و شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی
و تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور سوائے انکے اور اسفار معتبرہ مین
مع دلائل و شواہد لعن اس ملعون کی جائز لکھی ہو اور دفن سر مبارک حضرت شاہ شہیدان

اختلاف علما کا ہی صحیح یہ ہی کہ سر اطہر امام علیہ السلام کو مدینہ منورہ مین بیچ بقیع غرقد کے
دفن کیا چنانچہ قرطبی سے منقول ہی کہ یزید پلید نے سر مبارک کو مدینہ منورہ مین بھیجا
اور دفن ہوا سر مبارک نزدیک حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اور خلاصۃ الوفا مین
مروی ہی کہ جسد مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا کربلا مین ہی اور سر مبارک مدینہ منورہ مین
بیچ مکان بقیع کے پہلو سے حضرت امام حسن علیہ السلام مین دفن ہی اور یہ جو بعض روایت مین ہی
کہ سر مبارک کو کربلا مین بھیجا کر دفن کیا صحیح نہین ہی اور بعض روایت مین آیا ہی کہ سر مبارک
امام مظلومان علیہ السلام کا خزانہ یزید مین رہا یہانتک کہ سلیمان بن عبد الملک بادشاہ ہوا
اسکو خبر ہوئی کہ سر مبارک خزانہ مین ہی اُسنے سر مبارک کو طلب کیا دیکھا استخوان سفید باقی ہی
اُسنے سر مبارک مین خوشبوئین لگائین اور کفن دیکے مقبرہ مسلمانون مین دفن کیا اور کہتے ہین
کہ سلیمان بن عبد الملک نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ اُسپر مہربانی فرماتے ہین اُسنے تعبیر اس خواب کی حضرت حسن بصری سے پوچھی
حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ شاید تجھسے کوئی احسان اہلبیت کے حق مین ظہور مین
آیا ہی اُسنے کہا ہان سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا خزانہ یزید مین تھا مین نے
اُسکو کفن دیکر اور اُسپر نماز پڑھکر دفن کیا ہی حضرت حسن بصری نے کہا کہ البتہ یہ کام تیرا
باعث خوشنودی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا ہی اسیطرح اور بھی
روایتین آئی ہین لیکن صحیح اور معتمد قول اول ہی القصہ یزید پلید نے نعمان بن بشیر کو
مع جماعت سوارون کے مقرر کرکے اہلبیت رسول اور ذریت بتول کو مدینہ منورہ کی طرف
روانہ کیا چنانچہ امام سید الساجدین علیہ السلام سر مبارک امام مظلوم علیہ السلام اور سر
تمام شہدائے کربلا کو مع زنان و یتیمان اہلبیت عصمت و طہارت کے ہمراہ لیکر طرف مدینہ منورہ کے

ہمراہ نعمان بن بشیر کے تشریف فرما ہوئے لیکن یہ روانگی بھی خالی ذلت و خواری سے نہ تھی
چنانچہ کلام ابن جوزی کا اسپر دال ہی جو رو تعدد کہ ابن زیاد بدنہاد سے بہ نسبت اہلبیت
نبوی کے عمل میں آئی کچھ عجب نہیں ہی کہ وہ محکوم و منقاد یزید پلید کا تھا لیکن گمراہی یزید سے بہت
عجب ہی کہ چوب او پر دندان حضرت امام حسین علیہ السلام کے مارے اور اہلبیت عصمت کو ننگے
اونٹوں پر شتران بے پردہ کے بذلت و خواری سوار کرکے مع سر مبارک امام مظلوم کے طرف مدینہ منورہ
روانہ کرنے بعد اسکے کہا ابن جوزی نے کہ اس سے مقصود اسکا نہ تھا مگر فضیحت کرنا اہلبیت کا
اگر اس خبیث کے دل میں کینہ جاہلیت اور عداوت اپنے اقربا کی کہ روز بدر کے مارے گئے
نہ ہوتی ہر آئینہ تعظیم و تکریم سر مبارک کی کرتا اور کفن و یکر دفن کرتا اور نیکی اور احسان آل رسول
و ذریت بتول سے کرتا الحاصل جبکہ قافلہ اہلبیت نبوت کا دمشق سے عازم مدینہ منورہ کا ہوا
نعمان بن بشیر کہ طرف یزید پلید سے متعین تھا اثناء راہ میں ساتھ ذریت رسول کے حسن خدمت سے
پیش آیا اور مراتب تعظیم و تکریم جیسا کہ چاہیے اپنی طرف سے بجا لایا یہ سعادت ابدی اسکے
نامہ اعمال میں لکھی گئی پس جبکہ خبر مراجعت اہلبیت عصمت و طہارت کی مدینہ منورہ میں پہونچی اولاد
مہاجر و انصار اور اہالی مدینہ صغار و کبار استقبال کے واسطے گئے اور جسوقت کہ ذریت رسول
اور جگر گوشہائے بتول کو مبتلائے مصیبت دیکھا وہ حالت غم اندوہ و گریہ و زاری سے او پر انکے گذری
کہ احاطہ شرح و بیان سے خارج ہی روایت میں ہی کہ جیسی مصیبت کہ دن وفات حضرت سرور کائنات
علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کے او پر اہل مدینہ کے گذری تھی اوسیطرح کی مصیبت اس روز
کہ امام زین العابدین علیہ السلام مع زنان و یتیمان اہلبیت نبوت و سر مبارک سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا و سر سائر شہدا کے دمشق سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور
فریاد عجیب و شور غریب مدینہ میں برپا ہوا کہ یاد ہنگامہ قیامت سے دیتا تھا جملہ اسباب

صغار و کبار اندوہ اور درد سے حزین تھے حالت کہ عارض حال ام المومنین حضرت ام سلمہ کے ہوئی
بیان سے خارج ہے کہ فرادی فرادی زنان و بیبیان اہلبیت کو گود مین لیتی تھین اور زار زار
روتی تھین یہانتک کہ مع ذریت رسول کے متوجہ روضہ مقدسہ حضرت رسول الثقلین صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے ہوئین اور زار زار سب کے سب روئے اور ارباب بصیرت کے پوشیدہ
نہ رہے کہ وقائع کربلا اور مصائب اہلبیت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا کے وہ حوادث ہائلہ ہین کہ
دل قلم کا تحریر اسکے سے خون اور دیدہ دوات کا تقریر اسکی سے جیحون ہوتا ہے محررین اخبار
تحریر اس حادثہ مین بہت افراط اور تفریط کیا ہے حقیر نے اس رسالہ مین روایات صحیحہ کہ کتب
معتبرہ مین موجود تھین لکھا ہین بحجابہ حشو و زوائد سے معرا اور کذب و بہتان سے مبرا ہے

خاتمہ

اوپر سیر کرنے والے کتب سیر و تواریخ کے پوشیدہ نہ رہے کہ جو شخص کہ مباشر اور شریک و سہیم
قتل شاہ شہیدان کے ہوا یا آپکے قتل سے راضی اور خوش ہوا قطع نظر معذب ہونے
عذاب اور نکال اخروی کے کہ مستحق اور سزاوار اسکا تھا اس دار ناپایدار مین بھی عذاب مین
بسبب اس افعال شنیع کے مبتلا ہوا چنانچہ زہری سے منقول ہے کہ جو شخص معرکہ کربلا مین
شریک قتل حضرت امام مظلوم کے تھا بے ویکھنے عذاب کے اور کھینچے سزاے اعمال کے
دنیا سے نگیا بعضے قتل ہوئے اور بعضے نابینا اور روسیاہ اور بعضو نکے تھوڑے سے
زمانے مین ملک اور دولت ہاتھ سے جاتا رہا اور بعضے تشنگی مین مرے اور بعضے اور عقوبات مین
مبتلا ہوئے خارج کیا ہے ابو نعیم نے طریق سفیان سے وادی اسکی سے کہا اسکی وادی نے
حاضر ہوئے دو مرد قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام سے لیکن ایک شخص مین از ہوا
عضو تناسل اسکا یہانتک کہ اسکو کمر مین لپیٹتا تھا اور بعض روایت مین ہے کہ گرد نمین باندھ

رسن کے لپیٹتا تھا اور دوسرا پیش تشنگی اُسپر غالب ہوئی یہانتک کہ ایک پکھال بھری ہوئی
پانی کی منھ سے لگالی اور تمام پانی اُسکا پی گیا مگر پیاس اُسکی نہ گئی اور یہی ہی کہ ایک جماعت
بالکیہ یکبیر گفتگو کرتی تھی کہ کسی کو قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام سے نہین دیکھا
کہ بدون مبتلا ہوئے مصیبت و بلا دنیا کے مرا ہو کہ ناگاہ ایک پیر مرد اُس جماعت سے
بولا کہ مین قتل امام حسین علیہ السلام مین شریک تھا اور ابتک کوئی مصیبت پیرا سون میرے
نہین آئی اس گفتگو مین تھا کہ واسطے درست کرنے فتیلہ چراغ کے اپنی جا سے اوٹھا
قدرت الٰہی سے شعلہ چراغ نے اُسکو پکڑا اور سوزش بہت اُسکے بدن مین پڑی کہ گرد
اُس جماعت کے تڑپتا تھا اور کہتا تھا کہ جلا جلا یہانتک نوبت پہونچی کہ اُسنے اپنے تئین
دریا مین ڈالا اور چونکہ یہ آگ افروختہ قہر الٰہی کی تھی پانی دریا کا اُس لعین کے حق مین
مانند روغن کے ہوا آخر کار اُس شعلے نے اُسکو ایسا جلایا کہ بدن اُس شقی کا حطب
ہیزم ۱۲ جہنم کا ہوا اور سدی سے روایت ہی کہ ایک شخص نے میری ضیافت کی اور اُس وقت مین
اور لوگ بھی شریک تھے کہ اثناء کلام مین تذکرہ معرکہ کربلا کا ہوا حضار مجلس نے کہا کہ
جو شخص کہ شریک قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے تھا عقوبت دنیا مین مبتلا ہو کر مرا
میزبان نے کہ رئیس مجلس کا تھا بے محابا کہا کہ مین حاضر معرکہ کربلا کے تھا کوئی مصیبت
ابھی تک مجکو نہین پہونچی ہنوز یہ بات اُس لعین کی تمام نہین ہوئی کہ ایک شعلہ چراغ سے
خود بخود جدا ہو کر اُسکے بدن پر پڑا اور اُسکو تمام جلا دیا راوی کہتا ہی کہ مین نے بچشم خود
اُسکو دیکھا کہ بدن اُسکا مانند کوئلے کے ہوا تھا اور بھی ایک مرد لشکریان ابن زیاد
بدنہاد سے کہ سر مبارک حضرت امام مظلومان علیہ السلام کو اُسنے فتراک مین باندھا تھا
اور حسن اُسکا مشہور تھا بعد اُسکے منہ اُسکا تیرہ و تاریک زیادہ قیر سے ہوا لوگون نے

اُس سے پوچھا کہ تو حُسن و جمال میں مشہور تھا کیا ہوا کہ منھ تیرا سیاہ ہو گیا اُسنے کہا کہ جس روز سے
کہ میں نے سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا فتراک میں باندھا ہے وہ دو مرد ہر روز آتے ہیں
بازو میرا پکڑ کر کشان کشان آگ میں لیجا کر مجھکو اولٹا آویزان کرتے ہیں اس جہت سے
منھ میرا سیاہ اور حالت میری تباہ ہے پس وہ جہنمی اُس عذاب میں مبتلا رہا آخر کو راہی
وادی جہنم کا ہوا اور واقدی سے منقول ہے کہ ایک پیر مرد حاضرین مقتل حضرت خامس آل عبا
علیہ السلام سے نابینا ہو گیا تھا لوگوں نے اُس سے سبب نابینائی کا پوچھا اُسنے کہا
کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آستینیں آنحضرت کی
چڑھی ہوئی تھیں اور دست مبارک میں تلوار تھی اور آگے آپکے فرش چرم کا بچھا تھا قاتلان
حضرت امام حسین علیہ السلام کو ذبح کر کے اُنکے سروں کو فرش پر ڈالتے تھے جبکہ نظر مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجھپر پڑی مجھکو آپنے بہت نفرین کی اور ایک میل خون سے
آلودہ کر کے میری آنکھوں میں پھیر دی اُسوقت سے میں نابینا ہوا ہوں کہتے ہیں کہ شام میں
ایک شخص قاتلین حضرت امام شہیدان علیہ السلام سے تھا کہ منھ اُسکا مثل خنزیر کے ہوا
اور وہ عبرت گاہ لوگوں کا ہوا اور روایت ہے کہ جس لعین نے کہ تیر حضرت علی اصغر کے گلے پر مارا تھا
ایک مرض میں مبتلا ہوا کہ ایک طرف یعنی رو اُسکا مثل آتش کے ہوا اور ایک جانب
یعنی پشت سر مثل برف کے ہر چند کہ آگے اُس لعین کے ہوا تند کرتے تھے اور پیچھے پشت
تنور گرم کرتے تھے کچھ اثر نہ کرتا تھا اور اُسی نہج پر واویلا کرتا تھا اور اسقدر تشنگی اُس لعین پر
غالب ہوئی کہ گھڑوں پانی پیتا تھا اور فریاد العطش کی اُس سے بلند تھی آخر کار شکم اُس شقی کا
شق ہوا اور وہ لعین اُسی عقوبت میں جہنم واصل ہوا یہ تتمہ حال تھا مردمان عوام کا کہ حاضر
معرکہ کربلا کے تھے اور احوال خواص کا مثل یزید پلید و ابن زیاد بانیٔ فساد و ابن سعد شقی و شمر بدگہر اور

امثال اسکے مجملا قابل سننے کے ہین پس جبکہ یزید پلید قتل حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا
فارغ ہوا حق تعالی نے اس سر آمد اشقیا کو قطع نظر امراض جسمانی کے کہ وہ شقی مبتلا تھا ساتھ ارتکاب
افعال شنیعہ کہ منجر بکفر ہوتے ہین مبتلا کیا تا کہ صورت عذاب الٰہی کی بے شائبہ تکلف کے ناصیہ حال
اس بد مآل سے ظاہر ہوئی از انجملہ خراب کرنا مدینہ منورہ کا یعنی اس شقی ازلی نے لشکر گران ہمراہ
ایک لعین کے کر کے طرف مدینہ طیبہ کے روانہ کیا کہ تین روز تک عوام و خواص سکنۂ بلدۂ طیبہ کے
قتل و غارت لشکریوں سے حیران و پریشان ہوے چنانچہ سات سو صحابی شہید ہوے اور صدہا
عورتین وضیع و شریف کی زنا سے حاملہ ہوئین اور گھر ام المومنین حضرت ام سلمہ کا تاراج کیا اور
تین روز تک مسجد نبوی مین گھوڑون نے لید اور پیشاب کیا اور اس مسجد شریف مین کہ مورد
جنود ملائکہ کی تھی تین روز تک سگ اور گربہ نے جگہ پائی اور اذان و نماز نہ ہوئی اور اعمال قبیحہ کہ
قلم تحریر اسکی سے کانپتا ہے ان لشکریون سے وقوع مین آیا تفصیل اسکی جذب القلوب وغیرہ مین
مشرح و مفصل موجود ہے اور منجملہ اسکے ہتک حرمت کعبہ معظمہ کی کہ سنگ منجنیق شامیون سے صحن حرم محترم
کعبہ کا پر ہوا اور ستون مسجد الحرام کا شکست ہوا اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا اور پردہ کہ اوپر
کعبہ پر تھا اسکو ہیمہ تنور کا کیا یہانتک کہ چند روز خانہ کعبہ بے لباس کے عریان رہا اور منجملہ
اسکے حلال اور مباح کرنا منہیات شرعیہ کا مثل زنا و لواطہ و شرب خمر اور بیاہ بھائی بہن کا کہ
دلیل صریح اوپر وداعی کفر اس کافر کے ہے اور تفصیل ان سوانح و حوادث ناشدنی کی
کتب سیر و تواریخ مین بتصریح مسطور ہے القصہ وہ شور بخت بعد تین برس سات مہینے کے
پندرھوین ربیع الاول کے مقام حمص مین کہ ایک شہر ہے بلاد شام سے واصل جہنم ہوا
اور عمر اس لعین کی انتالیس ۳۹ برس کو پہونچی تھی کہ وہ بد بخت ساتھ طوق لعنت اور
سلاسل نکبت کے دنیا سے گیا اور حسن اتفاق سے یہ ہے کہ جس روز تک حرمت کعبے کی

جور و تعدی شامیون سے ظہور مین آئی اسی روز وہ شقی حطب جہنم کا ہوا ایس جبکہ وہ
ملعون مقیم سقر کا ہوا معاویہ بن یزید کہ یزید لعین نے اپنی حیات مین اسکو ولیعہد اور
خلیفہ کیا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا ایس جبکہ معاویہ بن یزید بادشاہ ہوا بعد چند روز کے
منبر پر چڑھا بعد حمد خدا اور نعت سرور انبیا کے کہا کہ خلافت جو عہد خدا اور حق خلفاء با صفا کی ہے
دادا میرے معاویہ بن ابی سفیان نے از راہ خلاف اور جفا کے اور جو جناب علی مرتضی
کا حق و الیق واسطے خلافت کے تھے نزاع و جدال کی بعد اسکے باپ میرا کسی وجہ سے
اہلیت اور استحقاق نہ رکھتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا اور واسطے استحکام کرنے اپنی حکومت کے
حضرت امام حسین علیہ السلام سبط رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شہید کیا
آخر کو جوان مرا نکال و وبال دارین کا واسطے حکومت چند روزہ کے ہمراہ لیگیا بعد اسکے
ان کلمات کے زار زار رویا اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ کار حضرت امام حسین علیہ السلام
بہت بد تھا کہ میرے باپ سے وقوع مین آیا اور بازگشت اسکی طرف جہنم کے ہوگا اولاد
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قتل اور شراب کو مباح کیا اور تخریب مدینہ منورہ اور
ہتک خانہ کعبہ کی روا رکھی مین اس خلافت مین حلاوت نہین پاتا اولاد ابو سفیان مین سے
جس کسی سے کہ تم راضی ہو اسکو امیر کرو مین نے اپنی عقد بیعت کو گردن مسلمانون سے
نکال لیا بعد اسکے منبر سے نیچے آیا اور خانہ خلوت مین بیٹھا اور آمد و رفت خلائق کی اپنے اوپر
بند کی بعد چند روز کے جوار رحمت حق مین گیا اور حال خسران مآل ابن زیاد شقاوت بنیاد کا
یہ ہے کہ وہ بدبخت شقی جنگ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی مین مارا گیا اور ابن سعد اور شمر کو بھی
مختار نے بعد اپنے تسلط کے کوفہ پر جہنم واصل کیا جیسا کہ تفصیل اس قصہ کی آگے
آتی ہے کہ جبکہ مختار ثقفی کوفہ وغیرہ پر مسلط ہوئے حکم دیا کہ جو شخص لشکریان ابن سعد کے

قتل حضرت امام مظلوم علیہ السلام میں شریک رہا ہو ایک ایک کا تجکو نشان دو چنانچہ
کوئی سو آدمیوں کا نشان بتلا مختار نے اُن سب کی گردن مار کے دار پر کھینچا اور مختار نے
اپنے غلام خاص کو حکم دیا کہ ابن سعد کو حاضر کر حفص بن سعد حاضر تھا اُس سے پوچھا
کہ باپ تیرا کہاں ہے اُسنے کہا کہ خانہ نشین ہے مختار نے کہا اب حکومت رے کی چھوڑ کر خانہ نشین
ہوا ہے دن قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے کیوں خانہ نشینی نہ اختیار کی بعد اسکے
حکم دیا کہ سر اُس ملعون کا کاٹو پس حسب حکم مختار کے سر اُس شقی کا کاٹا گیا اور اُسکے بیٹے کو بھی مارا
اور شمر پلید کو بھی قتل کیا اور سر ان دونا پاکوں کا نزدیک محمد بن حنفیہ کے مدینہ منورہ میں بھیجا
بعد اسکے مختار نے حکم دیا کہ جو شخص کہ شریک ابن سعد کا سفر کربلا میں رہا ہو اسکو قتل کرو
جبکہ اہل کوفہ نے جانا کہ مختار درپے قصاص خون حضرت امام مظلوم علیہ السلام کے ہے
قصد بھاگنے کا کوفہ سے طرف بصرے کے کیا اور لشکر مختار کا تعاقب ان سب کے روانہ ہوا
جس کسی کو کہ انمیں سے پاتے تھے قتل کرکے اُسکو جلا دیتے تھے اور گھر اُسکا غارت
کرتے تھے پس جبکہ خولی بن یزید کو قید کرکے آگے مختار کے لائے اُسنے حکم دیا کہ پہلے
دونوں ہاتھ اور پیر اُس ملعون کے کاٹے بعد اسکے اُسکو دار پر کھینچا بعد اسکے اُس شقی کو
آگ میں جلایا اسی نہج پر لشکریان مختار نے لشکریان ابن سعد سے جس شخص کو پایا انواع
عذاب سے مارا القصہ جبکہ مختار قتل ابن سعد و شمر و خولی بن یزید سے فارغ ہوے
قصد قتل ابن زیاد بدنہاد کا کیا چنانچہ ابراہیم بن مالک اشتر کو مع فوج گران مقابلہ
ابن زیاد کے روانہ کیا جسوقت کہ ابراہیم فوج لیکر سرحد موصل میں پہنچے ابن زیاد بدنہاد
کنارے دریا کے کہ پانچ کوس موصل سے واقع ہے لشکر جمع کیا پس جانبین سے
صبح کے وقت سے ہنگامہ محاربہ کا گرم رہا وقت نماز شام کے ابراہیم نے لشکر شام کو

کہ ہمراہ ابن زیاد بانیٔ فساد کے تھا شکست دی پس فوج ابن زیاد نے ہزیمت کھا کے فرار کیا اور
لشکر ابراہیم کا تعاقب اسکے ہوا اور ابراہیم نے حکم دیا اپنی فوج کو کہ فوج مخالف سے
جس کسی کو کہ پاؤ زندہ نچھوڑو چنانچہ ہمراہیان ابن زیاد لعین کے بہت مارے گئے اور ابن زیاد
ملعون بھی جہنم واصل ہوا پس سر اُس بانیٔ کا کاٹ کر آگے ابراہیم کے لائے ابراہیم نے
سر اُس ناپاک کا نزدیک مختار کے بھیجا پس جبکہ سر ابن زیاد بدنہاد کا کوفہ مین پہونچا مختار نے
دار الامارۃ کو آراستہ کر کے اہالی کوفہ کو جمع کیا اور دار الامارۃ مین جلوس کر کے حکم دیا کہ
سر ابن زیاد کا حاضر کرو پس جبکہ سر ابن زیاد بانیٔ فساد کا دار الامارۃ مین آگے مختار کے لیگئے
مختار نے اہل کوفہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا دیکھو ای اہل کوفہ کہ قصاص خون حضرت امام حسین
علیہ السلام سے ابن زیاد کو زندہ نچھوڑا اور مفتاح النجا مین منقول ہی کہ واقعہ مختار مین ہشتم ذی الحجہ
سنہ ۶۷ھ کے قتل ہوے اور وقوع اس واقعہ کا روز عاشورا سن سڑسٹھ ہجری مین بعد
چھ برس کے معرکۂ کربلا سے اتفاق ہوا روایت صحیح مین آیا ہی کہ جس وقت کہ سر ابن زیاد
بدنہاد اور اسکے لشکریونکا آگے مختار کے حاضر کیا ناگاہ ایک سانپ درمیان سرونکے ہو کر
سوراخ ناک ابن زیاد بدنہاد مین گیا اور تھوڑی دیر وہان ٹھیرا بعد اُسکے مُنھ کی طرف سے
نکل آیا تین بار یہی اتفاق ہوا بالجملہ ابن زیاد و ابن سعد و شمر ذی الجوشن و عمر بن الحجاج
و قیس بن اشعث کندی و خولی بن یزید و سنان بن انس نخعی و عبد اللہ بن قیس و حکم
بن طفیل و یزید بن مالک اور غیر اسکے اعیان یزید پلید سے عقوبت مین مبتلا ہو کر قتل ہوے
اور اُنکے بدنون پر گھوڑے دوڑائے گئے کہ اُستخوان ان ملعونونکے چور چور ہوے
پس منتقم حقیقی نے بموجب اپنے وعدہ کے کہ ذکر اُسکا اوپر گذرا انتقام حضرت سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کا ہاتھ مختار ثقفی سے لیا گو کہ انجام کار کو ناصبیہ اعتقاد مختار سے برائی

جلوہ گر ہوئی یعنی وہ آخر کو مدعی نبوت کا ہوا چنانچہ تفصیل حال اُسکے کی کتب تواریخ میں مسطور ہے
پس جبکہ کوفہ اور اُسکے اطراف میں تسلط تمام مختار کا ہوا اُسنے قصد محاربہ کا عبد اللہ بن
زبیر سے کیا پس جسوقت کہ عبد اللہ بن زبیر اوپر ارادہ مختار کے واقف ہوئے مصعب
بن زبیر یعنی اپنے بھائی کو واسطے مقابلہ مختار کے نامزد کیا چنانچہ مصعب مع لشکر بصرہ سے
روانہ ہوئے درمیان میں فوج مصعب اور فوج مختار سے ہنگامۂ قتال وجدال کا گرم رہا
اس معرکہ میں مختار قتل ہوا پس جس ہنگام میں کہ مصعب بن زبیر کوفہ اور اُسکے نواحی پر
مسلط ہوئے عبد الملک نے ارادہ مقابلہ مصعب کا کیا چنانچہ ہنگامۂ قتال وجدال کا
جانبین سے گرم ہوا اور عبد الملک مصعب پر فتحیاب ہوا مصعب و ابراہیم بن مالک اشتر
مقتول ہوئے ابن عمر لیثی سے منقول ہے کہ اُسنے عبد الملک سے کہا کہ میں نے پہلے
سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا دار الامارۃ میں روبروے ابن زیاد کے دیکھا بعد اُسکے
سر ابن زیاد کا آگے مختار کے بعد اُسکے سر مختار کا آگے مصعب کے دیکھا بعد اُسکے
سر مصعب کا آگے تیرے دیکھتا ہوں پس اس دار الامارۃ سے خدا پناہ دے کہ یہ
بد مکان ہے کہ بازگشت سہ بار ایسی نکی اس جا پر ہوتی ہے عبد الملک بمجرد سننے اس حال کے
دار الامارۃ سے اُٹھا اور حکم کیا کہ بناے اس قصر ناپاک کی جڑ سے منہدم کرو چنانچہ بموجب
اُسکے حکم کے دار الامارۃ منہدم کیا گیا الحاصل جبکہ عبد الملک نے مصعب پر ظفر پائی اور
کوفہ اور اُسکے نواحی پر مسلط ہوا چاہا کہ لشکر گران واسطے قتل عبد اللہ بن زبیر کے
مکۂ معظمہ میں بھیجے اول وہلہ میں اس کار کو کسی نے قبول نہ کیا بلحاظ اسکے کہ قتال وجدال
حرم خدا میں حرام ہے پس ایک روز حجاج نے آگے عبد الملک کے ذکر کیا کہ میں نے
خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے سر ابن زبیر کا تن سے جدا کیا ہے عبد الملک نے جانا کہ

حجاج عزیمت مکہ معظمہ پر واسطے مقاتلہ ابن زبیر کے راضی ہی پس عبدالملک نے فوج گران پار نام حجاج کے کرکے طرف مکہ معظمہ کے روانہ کی پس حجاج کہ اصل اسکی طائف سے تھی جبکہ اُس جا پر پہونچا اور لشکر جمع کرکے متوجہ سمت کعبۂ معظمہ کے ہوا وہان پر جاکر نائرہ قتال وجدال کا گرم کیا اور گستاخی کی باندھکر دامن محافظت ادب کعبہ معظمہ کا ہاتھ اعتقاد سے چھوڑ دیا یہانتک کہ تمامی حرم شریف خون مقتولون سے رنگین ہوا اور عبداللہ بن زبیر شہید ہوئے یہ مرحلہ بھی طی ہوا بعد اسکے حکومت مروانیونکی شام وعراق اور حجاز اور ممالک مین ہزار مہینے تک مستقر ہوئی چنانچہ تفسیر سورۂ انا انزلناہ مین بیچ بیان معنی لیلۃ القدر خیر من الف شہر کے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہی کہ مراد الف شہر سے ہزار ماہ مدت سلطنت بنی امیہ کی ہی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب الحمد للہ علی احسانہ والصلوۃ علی نبیہ وآلہ تمام ہوا یہ رسالہ بیچ مہینے محرم الحرام

سنہ ۱۲۶۶ ایکہزار دوسو چھیاسٹھ ہجری مین

خاتمۃ الطبع

پروردگار عالم کا شکر ہی کہ اندنون رسالہ ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین مولفہ علامۂ زمان فہامۂ دوران عالم نحریر فاضل عدیم النظیر مرجع العلما سند الفضلا ابوالخیر محمد معین الدین المشہدی الکروی مطبع نامی منشی نولکشور مین بمقام لکھنؤ ماہ فروری ۱۸۸۱ع مطابق ماہ ربیع الاول ۱۲۹۸ ہجری

بار دیگر حلیہ پوش طبع ہوا

Extract
from the
RULES of the
LYTTON LIBRARY,
MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH.

The under mentioned shall be eligi-
ble to take books the Library.—
A. Members of the Court
B. Members of the University teach-
ing staff, including the Librarian
C. Students on the rolls of the
University
D. Other persons, wheather connected
with the University or not, who have
obtained special permission of the Pro-
Vice-Chancellor on deposit of Rs 25

2. The maximum number of books
that may be borrowed at any one time is

[in Rule 2] { A & B 2 volumes; C (MA, &M Sc, 4 volumes; All others 2) }

4. Books may be retained by—
[in Rule 2] (A & B for one month; C & D " 14 days)

6. Books lost, injured or defaced in any
way by any other borrowers must either
be replaced or the price paid for. In
case a book belongs to a set or
series, and a single volume
is not procurable
the whole set or
series must be
replaced